262

# ایجنڈا

# برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،29۔فروری 2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

## سوالات

(محکمہ جات سماجی بہبود و ترقی نسواں)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

## سرکاری کارروائی

"بجٹ 13-2012 کے لئے ممبران سے تجاویز لینے کی غرض سے

پری بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی"

264

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## پندرھویں اسمبلی کا پینتیسواں اجلاس

بدھ،29۔فروری2012

(یوم الاربعاء،6۔ربیع الثانی1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح 11بج کر48منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

---

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

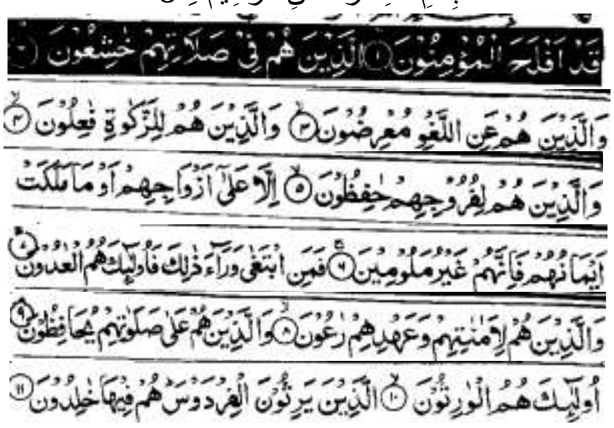
قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ① الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ②
وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ③ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ④
وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ⑤ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ
اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ⑥ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ⑦
وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ⑧ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ⑨
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ⑩ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ⑪

**سورة المؤمنون1تا11**

بے شک ایمان والے رستگار ہو گئے(1) جو نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں(2)اور جو بیہودہ باتوں سے منہ موڑے رہتے ہیں(3)اور جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں(4)اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں(5) مگر اپنی بیویوں سے یا(کنیزوں سے)جو ان کی ملک ہوتی ہیں کہ (ان سے)مباشرت کرنے سے انہیں ملامت نہیں(6)اور جو ان کے سوا اوروں کے طالب ہوں وہ(خدا کی مقرر کی ہوئی حد سے)نکل جانے والے ہیں(7)اور جو امانتوں اور اقراروں کو ملحوظ رکھتے ہیں(8)اور جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں(9)یہ ہی لوگ میراث حاصل کرنے والے ہیں(10)(یعنی)جو بہشت کی میراث حاصل کریں گے۔اور اس میں ہمیشہ رہیں گے(11)

**وماعلینا الالبلاغo**

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

**صلو علیہ و آلہ**

تیرے ذکر کی ہیں یہ برکتیں میرے بگڑے کام سنور گئے
جہاں تیری یاد وہ دلنشیں وہیں رحمتوں کا نزول ہے

**صلو علیہ و آلہ**

یہی آرزو جو ہے سرخرو ملے دوجہان کی آبرو
میں کہوں غلام ہوا آپ کا وہ کہیں کہ ہم کو قبول ہے

**صلو علیہ و آلہ**

میں تھا کیا مجھے کیا بنا دیا مجھے عشق احمد عطا کیا
ہو بھلا حضور کی آل کا صلو علیہ وآلہ
جسے چاہا در پہ بلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

**صلو علیہ و آلہ**

تیرے ذکر کی ہیں یہ برکتیں میرے بگڑے کام سنور گئے

## سوالات

(محکمہ جات سماجی بہبود و ترقی خواتین)

## نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

**جناب سپیکر:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آپ محکمہ سماجی بہبود و ترقی خواتین کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی طرف سے ہے۔

**MRS SEEMAL KAMRAN:** Mr Speaker! Answer may be taken as read. On her behalf Question No. 4718.

(معزز خاتون ممبر نے محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

**جناب سپیکر:** جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

### ضلع سرگودھا، ترقی خواتین کے منصوبوں کی تفصیلات

*4718: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ترقی خواتین کے لئے مالی سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران کتنی رقم سال وار مختص کی گئی ہے؟

(ب) ان دو سالوں کے دوران ضلع سرگودھا میں ترقی خواتین کے لئے کون کون سے منصوبے مکمل ہوئے اور کون سے زیر تکمیل ہیں ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ج) ان منصوبہ جات سے کتنی خواتین نے استفادہ کیا؟

**وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):**

(الف) ضلع سرگودھا میں ترقی خواتین کے لئے محکمہ سوشل ویلفیئر سرگودھا کے تحت مندرجہ ذیل ادارے کام کر رہے ہیں جن کے لئے مختص کی گئی رقم / بجٹ کی تقسیم مندرجہ ذیل ہے:-

| نمبر شمار | نام ادارہ | 2008-09 | 2009-10 |
|---|---|---|---|
| 1 | صنعت زار سرگودھا | -/3,032,000 روپے | /3,246,000 روپے |
| 2 | دارالامان، سرگودھا | -/1,846,000 روپے | -/1,924,000 روپے |
| 3 | دارالفلاح، سرگودھا | -/1,321,000 روپے | -/5,960,000 روپے |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 4 | کاشانہ سرگودھا | 1,752,000/-روپے | 2,276,000/-روپے |
| 5 | ہاسٹل برائے ملازم پیشہ خواتین | 1,215,000/-روپے | 1,231,000/-روپے |
| 6 | دستکاری سکول برائے خواتین | 179,500/-روپے | 157,900/-روپے |

(ب) وزارت ترقی خواتین حکومت پاکستان اسلام آباد کی طرف سے دیئے گئے فنڈز سے GRAP کے پروگرام کے تحت مندرجہ ذیل منصوبے شروع کئے گئے۔

| نمبر شمار | نام سکیم | لاگت (روپے) |
|---|---|---|
| 1 | جینڈر ریسورس سنٹر برائے خواتین سکل ڈویلپمنٹ کوٹ فرید سرگودھا | 0.463 M |
| 2 | تعمیر ڈسٹرکٹ ریسورس سنٹر برائے خواتین کمپنی باغ سرگودھا | 2.161 M |

(ج) ان ادارہ جات سے مندرجہ ذیل تعداد میں خواتین مستفید ہو رہی ہیں:۔

| نمبر شمار | نام ادارہ | 2008-09<br>لاگت ملین روپے | 2009-10<br>لاگت ملین روپے |
|---|---|---|---|
| 1 | صنعت زار سرگودھا | 1795ملین روپے | 2582ملین روپے |
| 2 | دارالامان، سرگودھا | 264ملین روپے | 287ملین روپے |
| 3 | دارالفلاح سرگودھا | 15ملین روپے | 19ملین روپے |
| 4 | کاشانہ سرگودھا | 77ملین روپے | 56ملین روپے |
| 5 | ہاسٹل برائے ملازم پیشہ خواتین | 62ملین روپے | 51ملین روپے |
| 6 | دستکاری سکول برائے خواتین | 504ملین روپے | 540ملین روپے |
| 7 | جینڈر ریسورس سنٹر برائے خواتین سکل ڈویلپمنٹ کوٹ فرید، سرگودھا | 50ملین روپے | 60ملین روپے |

**جناب سپیکر:** کوئی ضمنی سوال؟

**محترمہ سیمل کامران:** جناب والا! معزز وزیر موصوف نے جز (الف) کے جواب میں سیریل نمبر 6 پر دستکاری سکول برائے خواتین کا ذکر کیا ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ضلع سرگودھا کی حدود میں جو دستکاری سکول ہے وہ کہاں پر واقع ہے اور اس کے علاوہ تحصیل بھلوال جو سرگودھا کی سب سے بڑی تحصیل ہے کیا وہاں پر دستکاری سکول موجود ہیں اور اگر ہیں تو ان سکولوں کی تعداد کتنی ہے؟

**وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):** جناب والا! جہاں تک جز (الف) کی بات کی گئی ہے۔ اس میں تو 09-2008 اور 10-2009 کے حوالے سے جو رقم مختص کی گئی ہے اس کی بابت پوچھا گیا ہے اور جز (ب) میں پوچھا گیا ہے کہ دو سالوں کے دوران ضلع سرگودھا میں خواتین کے لئے کون سے ترقیاتی منصوبے مکمل ہوئے؟ اس کے علاوہ زیر تکمیل منصوبوں کے تخمینہ لاگت کے بارے میں پوچھا گیا ہے۔ بھلوال کے حوالے سے ان کا جو مکمل ایڈریس ہے اس بارے میں تو ہم نے ان کو پہلے ہی بتایا ہے کہ صنعت زار سرگودھا میں واقع ہے۔ ایک دارالامان ہے جو کہ سرگودھا میں واقع ہے، ایک

دار لفلاح ہے جو سرگودھا میں واقع ہے اس کے علاوہ کاشانہ ہے وہ بھی سرگودھا میں واقع ہے۔ علاوہ ازیں ایک ورکنگ وومن ہاسٹل بھی سرگودھا میں واقع ہے،اس کے ساتھ ساتھ دستکاری سکول بھی موجود ہے یعنی یہ چھ چیزیں ضلع سرگودھا واقع ہیں۔ معزز ممبر نے پوچھا ہے کہ ان کا مکمل ایڈریس بھی بتایا جائےاس کے لئے اگر یہ مجھے fresh question دے دیں تو ہم اس کا proper mailing address بھی ان کو مہیا کر دیں گے۔

**محترمہ سیمل کامران:** جناب والا! میں نے ان سے address نہیں پوچھا اگر معزز وزیر صاحب میرا سوال سن لیتے تو شاید ان کو اتنی detail دینے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی، یہ ساری detail تو میں نے بھی پڑھی ہے۔ یہ سوال میں نے اس لئے پوچھا تھا اور اس کا میں نے ذکر بھی کیا ہے کہ بھلوال سرگودھا کی سب سے بڑی تحصیل ہے، پورے سرگودھا کے لوگ جانتے ہیں کہ وہاں پر skill بہت زیادہ ہے۔ خواتین وہاں پر چھوٹے چھوٹے کمروں میں ایک ایک بلب کی روشنی میں بیٹھ کر دستکاری کرتی ہیں۔ میرا کہنے کا مطلب یہ تھا کہ وہاں پر بہت ساری skills ایسی ہیں جن کو استعمال میں لایا جا سکتا ہے اور اس سے revenue بھی generate کیا جا سکتا ہے۔ اگر اس کے لئے ان کو کوئی proper platform مل جائے تو بہت بہتر ہوگا۔ انہوں نے جو فنڈ مختص کیا ہے اس کو دیکھ کر تو مجھے یہ لگتا ہے کہ وہاں پر صرف ایک دستکاری سکول موجود ہے۔ ایک لاکھ 57 ہزار 9 سو روپے صرف ایک سکول کے لئے ہی استعمال ہو سکتے ہیں۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ معزز وزیر صاحب اس کو consider کریں۔ مجھے نہیں پتا کہ وزیر موصوف کے جانے کے بعد اس ڈیپارٹمنٹ کا کیا ہوگا لیکن میری ان سے گزارش ہوگی کہ اس کی تعداد کو بڑھایا جائے، اس سے صوبے کا ہی بھلا ہوگا اور ان خواتین کا بھی بھلا ہوگا جو اپنے گھر والوں کے لئے اپنے بچوں کے لئے روزگار پیدا کرتی ہیں۔ میرا وزیر موصوف سے دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے ضلع سرگودھا کے ڈویلپمنٹ پروگرام کا ذکر کیا ہے، میں پھر یہ پوچھنا چاہوں گی کہ GRAP جس کا انہوں نے ذکر کیا ہے وہ بہت سارے فلاحی کام کر رہا ہے۔ اس سے لگتا ہے کہ گورنمنٹ کے ساتھ مل کر ہی GRAP فلاحی کام کر رہا ہے۔ میں پھر یہی گزارش کروں گی کہ بھلوال سرگودھا کی بہت بڑی تحصیل ہے وہاں پر کوئی ایسا specific programme ہوا ہے جس سے خواتین کو facilitate کیا جا سکے یا وہاں پر ان کی skill develop کرنے کے لئے کوئی initiative لیا گیا ہے؟

**جناب سپیکر:** جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!بنیادی طور پر GRAP ایک attached Department ہے ، یہ ادارہ سوشل ویلفیئر کے ساتھ جڑا ہوا ہے اور اس کے لئے funding وفاقی حکومت کی طرف سے کی جاتی تھی۔جب کوئی چیز ضلع کی سطح پر ہوتی ہے تو تمام تحصیلیں اس کے ساتھ جڑی ہوتی ہیں۔تحصیل کی سطح پر کوئی ایسا ہیڈکوارٹر موجود نہیں ہے لیکن یہ ضلع کی سطح پر ہے جس میں نہ صرف بھلوال بلکہ سرگودھا سے جڑی دیگر تحصیلیں بھی مستفید ہو رہی ہیں۔معزز ممبر نے تحصیل بھلوال کے حوالے سے جو نشاندہی کی ہے ہم کوشش کریں گے کہ بھلوال کو focus کریں اور اسے عملی جامہ پہناتے ہوئے بھلوال کی سطح پر ایسا دستکاری سکول یا ان کی تعداد بڑھا سکیں۔میں صنعت زار کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ صنعت زار ہمارا واحد ایسا ادارہ ہے جس سے نہ صرف ہنر مند خواتین کو stipend ملتا ہے، وہ اس سے مستفید ہوتی ہیں بلکہ اس سے revenue بھی generate ہوتا ہے اور اس مد میں پیسا اکٹھا کیا جا سکتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!میں منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔میں یہ بھی بات کرنا چاہتی ہوں کہ ہمیشہ تمام سیاسی جماعتیں خواتین کی empowerment کی بات کرتی ہیں لیکن جب تک خواتین کو economically independent نہیں کیا جائے گا اس وقت تک انہیں empower نہیں کیا جا سکتا۔صنعت زار میں خواتین ضرور رہ سکتی ہیں لیکن دستکاری سکول میں انہیں skills دی جاتی ہیں اور وہ بچیاں جو پڑھائی لکھائی نہیں کر سکتیں ان کے والدین afford نہیں کر سکتے یا جو بھی reason ہے ان کے پاس ہنر ہوتا ہے تو وہ اپنی زندگی احسن طریقے سے گزار سکتی ہیں اس لئے میری بڑی humble request ہے کہ اسے consider کیا جائے کیونکہ جس علاقے میں، جس تحصیل میں اس کی ضرورت ہے وہاں پر اس کا بننا بہت ضروری ہے۔شکریہ

رانا محمد افضل خان:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:جی، final ایک سوال ہوگا اور آپ ہی کریں گے اس کے بعد کوئی سوال نہیں ہوگا۔

رانا محمد افضل خان:جناب سپیکر!جز(الف) کے جواب iii میں دارالفلاح سرگودھا پر پچھلے سال بجٹ میں تقریباً 60لاکھ روپے خرچ کئے گئے اور جز(ج) کے جواب میں اس سے 19 خواتین مستفید ہوئیں یعنی تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ فی خاتون اس ادارے کا خرچہ ہے جبکہ اس سے پچھلے سال میں پندرہ

خواتین مستفید ہوئیں اور 80ہزار روپے فی خاتون خرچہ نکلتا ہے۔وزیر صاحب بتائیں کہ یہ دارالفلاح میں کیا خدمات دے رہے ہیں اور جو خواتین ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ per head کے حساب سے مستفید ہو رہی ہیں کیا یہ اس ادارے کی کارکردگی سے مطمئن ہیں ؟ اسی طرح جز(ج) کے v میں ہاسٹل برائے ملازم پیشہ خواتین پر تقریباً ایک لاکھ روپیہ مہینہ گرانٹ ہے اور صرف پچاس یا کیاون خواتین مستفید ہوئی ہیں، مستفید ہونے والی ایک خاتون پر تقریباً چو بیس ہزار روپیہ ماہانہ خرچہ ہے۔کیا وزیر صاحب مطمئن ہیں کہ حکومت پنجاب کا پیسا ٹھیک خرچ ہو رہا ہے اگر ہو رہا ہے تو بتائیں کہ وہاں کیا کام ہو رہا ہے ؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!یہ دارالفلاح خاص طور پر widows کے لئے بنایا گیا ہے۔یہاں پر widows ٹھہرتی ہیں وہاں نہ صرف ان کی نگہداشت کی جاتی ہے بلکہ ان کو ہنر مند بنانے کے projects پر بھی کام کیا جاتا ہے۔میں معزز ممبر کو بتانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جس بابت اشارہ کیا ہے کہ یہاں پر کس طریقے سے کام ہو رہا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو رقم بتائی گئی ہے ان اداروں یعنی دارالفلاح وغیرہ کو upgrade کیا جاتا ہے وہاں پر جو لوگ رہتے ہیں ان کی فلاح و بہبود کے ساتھ بلڈنگ کو بھی upgrade کیا جاتا ہے اور یہ اخراجات اس مد میں شامل ہوتے ہیں۔ اس وقت 19 فیملیز وہاں پر رہائش پذیر ہیں، ان کے لئے نیا فرنیچر بیڈ وغیرہ، سردیوں میں ہیٹر ہوتے ہیں پھر ان کے لئے indoor تفریحی سہولیات، indoor activities کے لئے فنڈز generate کرتے ہیں۔جب ہم کسی انسان کی نگہداشت کی بات کرتے ہیں تو ہم انہیں indoor activities بھی provide کرتے ہیں، ان کے رہن سہن کا طریقہ اچھا بناتے ہیں۔انہیں اس طرح کا ماحول نہیں دیا جاتا کہ وہ اپنے آپ کو قیدی محسوس کریں بلکہ ایک آزادانہ ماحول میں ان کی growth ہوتی ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: No supplementary on it now دیکھیں مجھے آگے بھی چلنا ہے آپ ایسے نہ کیا کریں۔جن کا سوال ہے وہ اپنی بات کر لیتے تو ٹھیک تھا۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! پچھلے سال اسی دارالفلاح میں 13 لاکھ کا بجٹ تھا اس سال 60 لاکھ کا بجٹ ہے۔وزیر موصوف بتائیں کہ وہاں جو حکومت کا چھ گنا خرچہ بڑھ گیا ہے وہاں کیا ڈویلپمنٹ ہوئی ہے ؟

یہ tax paid پیسے ہیں۔حکومت کے پاس پہلے ہی پیسے نہیں ہیں۔، ہم oversight exercise کرتے ہیں کہ یہ محکمے صحیح چل رہے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، بتائیں!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! چھوٹے اضلاع میں جو دفاتر ہوتے ہیں جنہیں وہ کنٹرول کرتے ہیں اس مد میں تو پہلا بجٹ تھوڑا رکھا گیا تھا لیکن جب آپ تمام ڈیپارٹمنٹ کو ساتھ لے کر چلتے ہیں اور اسے ڈسٹرکٹ کی سطح پر لاتے ہیں جس میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نہیں بلکہ وہ ادارے بھی شامل ہوتے ہیں جو directly پنجاب حکومت کے under ہوتے ہیں۔آپ ہمارے ڈی جی آفس لے لیں اس کے تمام اخراجات بھی اسی مد میں ہیں۔جب چھوٹے level پر کام ہو گا تو اس کا بجٹ بھی تھوڑا ہو گا لیکن جب اسے پنجاب کے ساتھ منسلک کر دیا جائے گا تو پھر اس کا بجٹ بھی بڑھ جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔چودھری محمد اسد اللہ صاحب!

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! On his behalf Question No. 5509 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے ۔

## ضلع گوجرانوالہ اور حافظ آباد میں بے سہارا لوگوں کے لئے رہائشی اداروں کی تفصیلات

*5509: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا حکومت نے ضلع گوجرانوالہ اور حافظ آباد میں بے سہارا خواتین و مرد حضرات کے لئے کوئی رہائشی ادارے قائم کئے ہیں، حکومت نے ان اداروں کو سال 08۔2007 اور 09۔2008 میں کتنی گرانٹ دی؟

(ب) سال 09۔2008 میں مذکورہ اداروں میں کتنے مرد و خواتین کو تحفظ فراہم کیا گیا؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع گوجرانوالہ اور حافظ آباد میں خواتین کے لئے دارالامان کے نام سے ادارے قائم کئے گئے ہیں۔ان اداروں کو سال 08-2007 اور 09-2008 میں دی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:-

| سال | گوجرانوالہ | حافظ آباد |
| --- | --- | --- |
| 2007-08 | -/1333636روپے | -/1190755روپے |
| 2008-09 | -/1710939روپے | -/1369051روپے |

(ب) سال 09-2008 کے دوران ضلع گوجرانوالہ میں 237 خواتین اور 150 بچوں، ضلع حافظ آباد میں 84 خواتین اور 28 بچوں کو تحفظ فراہم کیا گیا۔

**چودھری ندیم خادم:** جناب سپیکر! سوال پوچھا گیا تھا کہ بے سہارا خواتین و مرد حضرات کے لئے کوئی رہائشی ادارہ قائم ہے یا نہیں؟ جو دارالامان کی بات کی گئی ہے یہ صرف خواتین کو تحفظ فراہم کرتا ہے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت کوئی old home بنانے کا ارادہ رکھتی ہے جس میں بوڑھے بے سہارا مردوں کو تحفظ فراہم کیا جائے۔ جس طرح یورپ میں ہوتا ہے کہ جن بوڑھوں کا کوئی سہارا نہیں ہوتا انہیں old home تمام facilities دیتا ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ ہمیں پاکستان میں اس چیز کی بڑی سخت ضرورت ہے۔ کیا ہماری حکومت اس بات کا ارادہ رکھتی ہے کہ بزرگ بوڑھے مردوں کے لئے کوئی ایسا ادارہ قائم کرے؟

**جناب سپیکر:** جی، تشریف رکھیں اور اب سنیں۔

**وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):** جناب سپیکر! بہبود خواتین کا ادارہ تو بالخصوص خواتین اور بچوں سے related ہے لیکن old homes exist کر رہے ہیں اور مزید بھی بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں اور جیسے جیسے required budget ملتا چلا جائے گا ہم old homes بناتے جائیں گے۔

**چودھری ندیم خادم:** جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ حکومت نے کوئی منصوبہ شروع کیا ہے یا صرف ارادہ ہی رکھتے ہیں چار سال ہو گئے ہیں اور ایک سال رہ گیا ہے؟

**جناب سپیکر:** منسٹر صاحب! معزز ممبر پوچھ رہے ہیں کہ حکومت نے صرف ارادہ ہی رکھا ہے یا کوئی کام شروع بھی کیا ہے؟

**وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):** جناب سپیکر! old homes موجود ہیں اور already ان پر کام ہو رہا ہے بلکہ old homes پر ہمارے ڈیپارٹمنٹ کی زیر نگرانی کام ہو رہا ہے۔ میں یہاں پر معزز ممبران کی خدمت میں عرض کرتا چلوں کہ ہم old homes میں ان بوڑھے حضرات کو ترجیح دیتے ہیں جن کی عمر ساٹھ سال ہو اور جنہیں کوئی اچھوتی بیماری نہ ہو۔ ہماری یہ دو conditions ہیں اگر کوئی ان conditions پر پورا اترتا ہے تو ہم اسے old home میں جگہ دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، انجینئر صاحب!

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! معزز ممبر نے ارشاد فرمایا ہے کہ خواتین کے لئے تو old home ہے لیکن مردوں کے لئے کوئی نہیں ہے میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب گورنمنٹ بوڑھے مردوں کے لئے کوئی old homes نہیں بنا رہی ہاں ایک فریضہ بڑے اہم اور احسن طریقے سے کر رہے ہیں کہ ان کو گرایا جا رہا ہے جس طرح گوشہ امن Old Home تھا اسے 10۔جنوری کو گرایا گیا ہے۔کیا وزیر صاحب کے پاس کوئی جواب ہے کہ بجائے بنانے کے یہ گرانے کا کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ سوال نہیں ہے۔اسے چھوڑ دیں۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بتادیں!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی بڑے وثوق سے بات کی تھی اور آج بھی کر رہا ہوں کہ یہ جس بابت بار بار گرانے کا اشارہ کرتے ہیں اور گوشہ امن کی بات کر رہے ہیں already وزیر اعلیٰ نے یہ اعلان کر دیا ہے اور اس پر implement ہو رہا ہے، ابھی Saturday کو گوشہ امن کی سمری تیار ہو گئی ہے اور ہم اسے Catholic Dices کے سپرد کر رہے ہیں۔اس میں دوسری رائے کی کوئی بات ہی نہیں ہے، اس میں غلط بیانی معزز ممبر کی طرف سے آئی تھی جو کہ ایک کمیٹی کے ممبر تھے اور اس کمیٹی میں کوئی این او سی جاری نہیں کیا گیا تھا۔انہوں نے ہی لوگوں کو ورغلایا کہ این او سی جاری کیا گیا ہے اور یہ کامران مائیکل صاحب کی زیر قیادت ہوا ہے۔یہ بھی اس کمیٹی کے ممبر تھے اگر کمیٹی نے کیا ہے تو یہ بھی ہمارے ساتھ مکمل ذمہ دار ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے اس میں اور بھی آرڈر کیا ہوا ہے۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے denotify کر کے انتقال اپنے نام کس طرح کرا لیا؟ لیکن جب میں نے question raise کیا تو چوتھے دن ہی اسے demolish کروا دیا۔

جناب سپیکر: اب آپ کا معاملہ ادھر چل رہا ہے، میں آپ کو بتاؤں گا۔جی، گجر صاحب! ضمنی سوال پر ہیں۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! جز(الف اور ب) تقریباً ملتے جلتے سوال ہیں میں وزیر موصوف سے یہ پوچھوں گا کہ گداگری کا جو سسٹم ہے red light پر چوک میں بچے، بوڑھے اور خواتین آ جاتی ہیں۔ کیاان کا سدباب کرنے کے لئے محکمے نے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کس سوال پر بول رہے ہیں؟

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! Sorry

جناب سپیکر: چلیں چھوڑ دیں۔جب وہ آئے گا پھر کر لینا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ ضمنی سوال پوچھ لیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! وزیر موصوف مجھے یہ بتادیں کہ ضلع گوجرانوالہ اور حافظ آباد میں خواتین کے کتنے دارالامان ہیں؟ دوسرا جواب کے جز(ب) میں بتایا گیا ہے کہ "ضلع گوجرانوالہ میں 237 خواتین اور 150 بچوں کو تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔" تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ بچے دارالامان میں ہی خواتین کے ساتھ رہتے ہیں یا ان کے لئے کوئی الگ ادارہ ہے اور کیا اس ضلع میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو کام کر رہا ہے یا نہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! ضلع گوجرانوالہ اور حافظ آباد میں ایک ایک دارالامان ہے جو کہ حکومت کی سربراہی میں چل رہے ہیں۔ جب یہ جواب آیا تھا تو اس وقت دارالامان گوجرانوالہ میں خواتین کی تعداد 237 تھی جبکہ 150 بچے تھے۔ میں معزز ممبر کو latest figure بتانا چاہوں گا کہ اس وقت، آج گوجرانوالہ میں 183 خواتین اور 74 بچے رہ رہے ہیں۔ اسی طرح ضلع حافظ آباد میں اس وقت 81 خواتین اور 19 بچے رہائش پذیر ہیں۔ میں یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ جو چھوٹے بچے ہوتے ہیں وہ تو اپنی والدہ کے ساتھ رہتے ہیں لیکن بڑے بچوں کو ہم انڈسٹریل ہوم بھجوا دیتے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جواب میں بتایا گیا ہے کہ "دارالامان گوجرانوالہ کے لئے سال 08-2007 کے اندر -/1333636 روپے کے funds دیئے گئے ہیں" اس رقم میں سے انہوں نے ملازمین کی تنخواہیں، 237 خواتین، 150 بچوں کو رہائش اور کھانا بھی فراہم کیا ہے۔ منسٹر

صاحب ذرا مجھے اس کا بجٹ بنادیں کہ 387افراد کو ایک سال کا کھانا، رہائش کے اخراجات اور عملہ کی تنخواہیں یہ سب کچھ انہوں نے اس رقم سے کس طرح پورا کیا ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!میں یہ وضاحت کر دوں کہ خواتین اور بچوں کی یہ تعداد پورا سال ہمارے پاس نہیں رہتی بلکہ خواتین دارالامان میں آتی ہیں اور پھر دوسرے یا تیسرے روز چلی جاتی ہیں۔پورا سال اتنی تعداد میں خواتین وہاں رہائش پذیر نہیں ہوتیں۔

جناب سپیکر:اگلا سوال چودھری محمد اسداللہ صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر زمر دیاسمین رانا:جناب سپیکر!ان کے ایماء پر سوال نمبر5510(معزز خاتون ممبر نے چودھری محمد اسداللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر:کیااس کا جواب پڑھاہوا تصور کیا جائے؟

ڈاکٹر زمر دیاسمین رانا:جی،اس کا جواب پڑھاہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھاہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## لاہور۔گداگری کی لعنت کو ختم کرنے کے اقدامات

*5510:چودھری محمد اسداللہ:کیاوزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے تمام بڑے شہروں خصوصاً لاہور میں گداگری کا پیشہ عروج پر ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شہر کے چوک میں گاڑی ریڈ لائٹ پر کھڑی ہونے پر چھوٹے بچے اور بوڑھے مرد و خواتین لوگوں کی گاڑیوں پر ہلہ بول دیتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بعض پیشہ ور لوگ ان بچوں اور بوڑھوں کو مانگنے پر مجبور کرتے ہیں؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گداگری کی لعنت کو ختم کرانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):

(الف) یہ بات اس حد تک درست ہے کہ پنجاب بھر خصوصاً لاہور میں گداگروں کی ایک کثیر تعداد سڑکوں پر بھیک مانگتے ہوئے نظر آتی ہے۔

(ب) جیسا کہ جز(الف) کے جواب میں بتایا گیا ہے۔گداگروں کی ایک کثیر تعداد شہر کے مختلف چوراہوں پر بھی نظر آتی ہے۔

(ج) اس سلسلہ میں محکمہ کے پاس کوئی ٹھوس شواہد نہ ہیں۔

(د) محکمہ سماجی بہبود لاہور میں گداگری کے خاتمہ کے لئے ایک جامع منصوبہ بندی کر رہا ہے اور اس سلسلے میں سال 12-2011 کے ترقیاتی بجٹ میں welfare home قائم کرنے کے لئے فنڈ مختص کر دیئے ہیں۔امید کی جاتی ہے welfare home قائم ہونے کے بعد اس سماجی برائی کے خاتمے میں مدد ملے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! محکمہ سماجی بہبود نے گداگروں کے حوالے سے بتایا ہے کہ "اس سلسلے میں سال 12-2011 کے ترقیاتی بجٹ میں Welfare Home قائم کرنے کے لئے funds مختص کر دیئے گئے ہیں" گداگروں کا مسئلہ باقی اضلاع میں بھی درپیش ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا باقی اضلاع کے لئے بھی اسی طریقے سے funds مختص کئے جائیں گے یا یہ منصوبہ صرف لاہور کے لئے ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! چونکہ لاہور پنجاب کا سب سے بڑا ضلع ہے اور یہاں گداگروں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔آپ کو یہاں لاہور میں ہر شاہراہ اور چوک پر گداگر نظر آتے ہیں تو اس لئے ہم نے یہاں سے اس کا آغاز کیا ہے اور اس کے لئے 15 ملین روپے کی گرانٹ منظور ہو چکی ہے۔اس سکیم پر کام شروع ہو چکا ہے اور یہ ایک Welfare Home بنایا جا رہا ہے۔یہ سکیم صرف لاہور تک محدود نہیں رہے گی بلکہ ایسے Welfare Homes ہم دوسرے شہروں میں بھی بنائیں گے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! میں جز(ب) کے حوالے سے ضمنی سوال پوچھنا چاہتی ہوں۔ ارے گداگر مجبور نہیں ہوتے بلکہ کچھ گداگر عادتاً بھیک مانگ رہے ہوتے ہیں۔Welfare Home میں ان کو definitely خوراک تو مہیا کی جائے گی لیکن ان کی rehabilitation کے لئے کوئی ہنر بھی سکھایا جائے گا یا نہیں؟ دوسرا کیا ان کی کوئی psychological treatment بھی ہوگی یا نہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!Vagrancy Act,1958 کے تحت گداگروں کو ہم اس طرح سے سزا نہیں دے سکتے۔ ہمارا ادارہ انسانوں کی فلاح و بہبود کے لئے ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ گداگروں کو بھی معاشرے کا اچھا شہری بنائیں۔Welfare Homes اسی لئے بنائے جائیں گے تاکہ ان گداگروں کی psychological treatment کی جائے،ان کو ہم mentally تیار کریں گے،ان کو صاحب روزگار بنائیں گے اور ان کو ہنر مند بنائیں گے تاکہ وہ اپنے لئے عزت کی روزی کما سکیں۔

جناب سپیکر:چلیں،مہربانی۔جی،شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!سوال کے جز(ج)میں کہا گیا ہے کہ "اس سلسلہ میں محکمہ کے پاس کوئی ٹھوس شواہد نہ ہیں۔"سوال یہ تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ بعض پیشہ ور لوگ ان بچوں اور بوڑھوں کو مانگنے پر مجبور کرتے ہیں؟"میرا وزیر صاحب سے ضمنی سوال ہے کہ گداگر کہاں رہتے ہیں یہ پتا چلانا کوئی مشکل کام ہے؟لاہور کے تمام overheads کے نیچے یہ گداگر رہتے ہیں۔ میں چاہوں گا کہ آپ اس کا جز(د)دیکھیں جس میں کہا گیا ہے کہ "محکمہ سماجی بہبود لاہور میں گداگری کے خاتمہ کے لئے جامع منصوبہ بندی کر رہا ہے۔"میں کہتا ہوں کہ کیا صرف تین mobile vans ہمیشہ کے لئے ان کی گداگری ختم کر سکتی ہیں؟منسٹر صاحب ذرا بتا دیں کہ محکمہ کیا منصوبہ بندی کر رہا ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!پولیس نے مختلف اوقات میں ان گداگروں کو گرفتار کیا،چوکوں سے اٹھایا لیکن پولیس انہیں اپنے پاس نہیں رکھ سکتی تھی اس لئے پولیس والوں نے ان گداگروں کو ایدھی ہوم والوں کے پاس drop کر دیا۔اب ایدھی ہوم والوں نے بھی ان گداگروں کو ایک دو دن رکھنے کے بعد چھوڑ دیا۔بنیادی طور پر ہوتا یہ ہے کہ ان گداگروں کے خلاف رپورٹ پولیس کے پاس درج ہوتی ہے،محکمہ کے پاس کبھی کوئی شخص نہیں آتا کہ اس کو روکیں یا اسے پولیس سٹیشن میں بند کرائیں۔پولیس معاشرے کی اس برائی کا توڑ نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان گداگروں کی معاشرتی،اخلاقی،سماجی اور ذہنی تربیت کرنی پڑے گی تب جا کر یہ لوگ اس لعنت سے چھٹکارا حاصل کر سکیں گے۔Welfare Homes کا قیام بھی اسی عمل کی طرف پہلا قدم ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس لعنت کو ختم کیا جائے اور ان گداگروں کو اس معاشرے کا ایک اچھا اور فعال شہری بنایا جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ ذرا منسٹر صاحب کے جواب پر غور کریں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم ان گداگروں کو پکڑ کر پولیس کو دے دیتے ہیں۔ اگر پولیس نے یہ کام کرنا ہے تو پھر اس محکمہ کو بند کر دیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! تشریف رکھیں۔ آپ کی اس بات پر بھی وہ غور کر لیں گے۔ جی، محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز ممبر کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کوئی حل نہیں ہے کہ اگر کوئی گداگر ہے تو اسے پولیس بلا کر گرفتار کروا دیں یا تین mobile vans جائیں اور ان گداگروں پر ظلم و ستم ڈھائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر انسان کا بنیادی حق ہے کہ اس کو اس دنیا میں رہنے کا حق دیا جائے۔ اگر اس کے پاس پیسا نہیں، رہنے کے لئے جگہ نہیں اور کھانے کے لئے روٹی نہیں ہے تو پھر یہ ہمارا فرض ہے کہ انہیں ہنر مند بنائیں تاکہ وہ معاشرے میں اپنا مقام حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہوں گی کہ 12-2011 کے ترقیاتی بجٹ میں ویلفیئر ہومز کے لئے جو پیسے مختص کئے گئے تھے اُن میں سے ابھی تک کتنے پیسے خرچ کئے گئے ہیں اور جو ویلفیئر ہوم بن رہے ہیں وہ کہاں تک پہنچے ہیں، میرا مطلب ہے کہ یہ صرف کاغذوں میں ہیں یا ان کے اوپر عملی طور پر کوئی کام بھی ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ 15 ملین روپے کی گرانٹ منظور ہو چکی ہے اور منظوری کے بعد 12-01-13 کو اس کی ڈی ڈی سی بھی ہو چکی ہے۔ اب ٹینڈر ہونے کے بعد اس پر کام شروع ہونے جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، انجینئر قمرالاسلام راجہ صاحب!

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا Question No. 5670 ہے۔ اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## لاہور۔بھکاریوں کے خلاف آپریشن کی تفصیلات

*5670:انجینئر قمرالاسلام راجہ:کیاوزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور میں متعدد بار بھکاریوں کے خلاف آپریشن کئے گئے مگراس کے باوجود شہر کے مختلف چوراہوں میں بھکاری مرد و خواتین نظر آتے ہیں؟

(ب) اگر یہ درست ہے تولاہور شہر میں سال2009میں کتنے لوگوں کے خلاف کارروائی کی گئی؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سماجی بہبود نے بھکاریوں کے خلاف فی الحال کوئی آپریشن نہ کیا ہے۔

(ب) چونکہ فی الحال کوئی آپریشن نہ کیا گیاہے لہذااس بات کا جواب دینا ممکن نہ ہے کہ کتنے لوگوں کے خلاف کارروائی کی گئی۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ:جناب سپیکر!گداگری محکمہ سماجی بہبود کا مسئلہ ہے، یہ پولیس یا کسی اور محکمہ کا مسئلہ نہیں ہے۔کوئی گاڑی کسی چوک میں رُکتی ہے یا کوئی شخص پیدل جارہاہوتاہے تو گداگر فوج کی طرح حملہ آور ہوتے ہیں۔ میں نے سوال کیا تھا کہ محکمہ سماجی بہبود نے پولیس سے مل کر یا اپنے طور پر کوئی آپریشن کیا ہے تو اس کا جواب یہ آیا ہے کہ فی الحال کوئی آپریشن نہیں کیا ہے۔ جز(ب)میں بھی یہی جواب دیا گیاہے کہ چونکہ فی الحال کوئی آپریشن نہ کیا گیاہے۔یہ سوال جنوری2010میں کیا گیا تھااوراس کا جواب جنوری2012میں آیاہے تو وزیر موصوف سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ فی الحال سے اُن کی مراد2010ہے یا2012ہے؟

جناب سپیکر:جی،وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!میں اپنے مؤقف پہ قائم ہوں کہ ہم گداگروں کے خلاف کوئی آپریشن نہیں کرتے۔محکمہ ان کو سدھارنے کے لئے اپنی تمام تر کوششیں صرف کئے ہوئے ہے۔ہمارا چائلڈ پروٹیکشن بیورو پولیس کے ساتھ attach ہے اور وہ اس ضمن میں یہ معاملات دیکھتا ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!آپ ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں کہ پہلے وزیر موصوف نے کہا ہے کہ ہم نے آپریشن کیا ہے اور اب کہہ رہے ہیں کہ ہم نے کوئی ایکشن نہیں لیا۔

**انجینئر قمر الاسلام راجہ:** جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ کیا بھکاریوں کے خلاف کوئی آپریشن کیا گیا ہے؟ اُن بھکاریوں میں بچے، عورتیں اور جوان بھی آتے ہیں۔ ابھی وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ چائلڈ پروٹیکشن بیورو ہمارا ایک ضمنی ادارہ ہے اُس ادارہ نے پولیس کے ساتھ مل کر آپریشن کیا تھا تو میرا مؤقف یہی ہے کہ مختلف سوالات کے جوابات میں contradictions آتی ہیں اور غلط جوابات آتے ہیں اور محض ایک جملے کا جواب دے کر اپنا دامن بچا لیا جاتا ہے کہ فی الحال کوئی آپریشن نہیں کیا گیا، چونکہ فی الحال کوئی آپریشن نہیں کیا گیا تو لہذا اس بات کا جواب دینا ممکن نہ ہے کہ کتنے لوگوں کے خلاف کارروائی کی گئی۔ House میں بار بار ایسی چیزیں آتی ہیں تو کوئی واضح رولنگ دی جائے اور اگر پھر مستقبل میں کوئی ایسی بات ہو تو کارروائی بھی کی جائے؟

**جناب سپیکر:** جی، وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین!

**وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):** جناب سپیکر! میں نے کہا ہے کہ ویلفیئر ہومز کا قیام عمل میں نہیں آیا۔ جب ویلفیئر ہومز بنیں گے تو ہم بالکل ان پر آپریشن کریں گے۔

**محترمہ حمیرا اویس شاہد:** جناب سپیکر! ایک وزیر کے لئے یہ بہت embarrassment ہے کہ ابھی پچھلے سوال کے جواب میں وزیر موصوف نے کہا کہ ہم نے یہ آپریشن کئے اور وہ ناکام ہوئے، یہ ریکارڈ کا حصہ ہے اور اب محکمہ یہ جواب دے رہا ہے کہ آپریشن نہیں کیا۔ یہ تو بہت embarrassing ہے اگر اس House کی کوئی value نہیں ہے اور اس طرح کی conflicting statements دی جا رہی ہیں۔۔۔

**جناب سپیکر:** محترمہ! آپ جو بات فرما رہی ہیں یہ بات پھر پورے House کی توہین کے مترادف ہو جاتی ہے اس لئے آپ کو ایسی بات نہیں کرنی چاہئے۔

**وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):** جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی بات کی ہے کہ یہ آپریشن پولیس نے کیا تھا، ہمارے ادارہ نے یہ آپریشن نہیں کیا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جیسے ہی ہمارے یہ ویلفیئر ہومز تیار ہو جائیں گے پھر ادارہ خود آپریشن کر کے ان لوگوں کو ان ہومز میں لے آئے گا۔

**جناب سپیکر:** جی، ملک صاحب!

**ملک اعتبار خان:** جناب سپیکر! وزیر موصوف یہ وضاحت کریں کہ گداگری سے نپٹنے کے لئے کوئی قانون ہے اور اگر پولیس آپریشن کرتی ہے تو کس قانون کے تحت کرتی ہے؟

جناب سپیکر: جی،وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!Vagrancy Act 1958 میں گداگروں کے حوالہ سے لکھا گیا ہے کہ اُن کے خلاف کارروائی کی جائے، اُنہیں اس لعنت سے بچایا جائے اوراُن کی روک تھام کے لئے اقدامات کئے جائیں۔

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر! گداگری ایک منفعت بخش پیشہ ہے اور میں دعویٰ کے ساتھ یہ بات کرتا ہوں کہ گداگر ہر ماہ وزیر موصوف سے بھی زیادہ آمدنی کماتے ہیں اس لئے گداگری کے پیشہ کو ختم کرنے کے لئے کوئی چارہ جوئی نہیں کی جارہی۔اس سے مجھے یہ لگتا ہے کہ کیا محکمہ جات اُن گداگروں سے کوئی بھتہ تو وصول نہیں کرتے کہ یہ پیشہ چلتا رہے۔وزیر موصوف اس پر روشنی ڈالیں گے ؟

جناب سپیکر: جی،وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر! ممبر موصوف محکموں کی کرپشن کی بات کر رہے ہیں تو یہ الزام تراشی والی بات ہے۔یہ کوئی سوال تو نہیں ہے۔

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر! میں نے جو بات کی ہے یہ زمینی حقائق ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!Question No. 6379 ہے۔اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## لاہور / سرگودھا۔رجسٹرڈ سماجی تنظیموں کی تعداد و تفصیل

*6379: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور اور سرگودھا میں سماجی بہبود کی تنظیموں کی کل رجسٹرڈ تعداد کیا ہے، دونوں اضلاع کی تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ بتائی جائے؟

(ب) جو سماجی تنظیمیں بیرون ملک سے براہ راست امداد لیتی ہیں کیا محکمہ ان کی کارکردگی کا جائزہ لیتا ہے اور ان کی سرگرمیوں پر نظر رکھتا ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع لاہور میں رجسٹرڈ سماجی بہبود کی تنظیموں کی تعداد 1055 ہے اور ضلع سرگودھا کی رجسٹرڈ تنظیموں کی اب تک کل تعداد 315 ہے۔

(ب) ضلع لاہور اور ضلع سرگودھا کی کوئی بھی تنظیم جو کہ محکمہ سوشل ویلفیئر سے رجسٹرڈ ہے بیرون ملک سے امداد نہ لیتی ہے۔

**محترمہ سیمل کامران:** جناب سپیکر! میں نے یہ سوال 2010 میں کیا تھا اور آج ماشاء اللہ دو سال کے بعد جنوری 2012 میں اس سوال کا جواب آ رہا ہے۔ میں نے اس سوال میں پوچھا تھا کہ ضلع لاہور اور سرگودھا میں این جی اوز کی علیحدہ علیحدہ تفصیل بتائیں۔ انہوں نے یہاں پر جو اعداد و شمار دیئے ہیں مجھے ایک تو ان کا updated reply دے دیں اور میں اپنا دوسرا ضمنی سوال بعد میں کرتی ہوں؟

**جناب سپیکر:** جی، وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین!

**وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):** جناب سپیکر! سماجی بہبود کے حوالہ سے پہلے لاہور میں رجسٹرڈ تنظیموں کی تعداد 1055 بتائی گئی تھی اور آج کے دن کے حوالہ سے ان تنظیموں کی تعداد 1114 ہے۔ ضلع سرگودھا کی رجسٹرڈ تنظیموں کی تعداد جواب میں 315 تھی لیکن اس وقت سرگودھا میں 458 مختلف سماجی تنظیمیں کام کر رہی ہیں۔

**محترمہ سیمل کامران:** جناب سپیکر! جز(ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ این جی اوز بیرون ممالک سے امداد نہیں لیتیں۔ میں اس جواب کو چیلنج کرتی ہوں کیونکہ یہ جواب غلط ہے۔ این جی اوز کو پاکستان سے کچھ نہیں ملتا اور اس بات کو وزیر موصوف بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتی ہوں کہ بہت سی این جی اوز ایسی ہیں جن میں بڑے بڑے نام ہیں اور وزیر موصوف نے پچھلے سوال کے جواب میں خود کچھ نام لئے تھے وہ ہمارے سکولوں میں ہمارا انفراسٹرکچر استعمال کرتے ہیں، ہماری حکومت سے پیسے بھی لیتے ہیں، اُس کے بعد ہمارے بچوں کے چہرے دکھا کر باہر کے ملکوں سے بھی پیسے لیتے ہیں تو وزیر موصوف کے علم میں جب یہ سارا کچھ ہے تو محکمہ نے کیوں غلط جواب دیا ہے، اس کی مجھے ذرا وجہ بتا دیں؟

**جناب سپیکر:** جی، منسٹر صاحب!

**وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):** جناب سپیکر! ضلع لاہور اور ضلع سرگودھا کی سماجی تنظیموں کے بارے میں جو محکمہ سوشل ویلفیئر میں رجسٹرڈ ہیں ان کے بارے میں یہ پوچھا گیا ہے

کہ وہ بیرون ممالک سے امداد لیتی ہیں یا نہیں؟ ہم نے یہ بات کی ہے کہ جو سماجی تنظیمیں محکمہ سوشل ویلفیئر میں رجسٹرڈ ہیں وہ تو اپنا ہر سال آڈٹ کراتی ہیں۔ ان کا سالانہ آڈٹ ضروری ہے اور وہ اپنے آڈٹ کی کاپی ہمیں جمع کراتی ہیں تو اس کے بعد ان کی نئے سال کی رجسٹریشن renew ہوتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ تنظیمیں جن کی بابت پوچھا گیا ہے تو جو تنظیمیں ہمارے پاس رجسٹرڈ ہیں ان میں سے کوئی تنظیم بیرونی امداد نہیں لیتی۔ وہ تنظیمیں جو بیرونی امداد لیتی ہیں وہ محکمہ انڈسٹری کے پاس رجسٹرڈ ہوتی ہیں۔ وہ جتنی بھی رقوم وصول کرتی ہیں اور جس جس مد میں جو رقوم آتی ہیں ان کے کوائف وہاں پر جمع کراتے ہیں۔ اس کے علاوہ جو سماجی تنظیمیں اور N.G.Os محکمہ سوشل ویلفیئر کے پاس رجسٹرڈ ہیں وہ بیرونی امداد وصول نہیں کرتیں اور وہ اپنا ہر سال آڈٹ بھی کراتی ہیں۔

**محترمہ سیمل کامران:** جناب سپیکر! وزیر صاحب جو بات کر رہے ہیں وہ ٹھیک نہیں ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ وہ تنظیمیں محکمہ انڈسٹری کے پاس رجسٹرڈ ہوتی ہیں تو ایسا کوئی criteria نہیں ہے۔ ان کے محکمہ سوشل ویلفیئر کے جو قواعد ہیں، جب کوئی N.G.O رجسٹرڈ ہوتی ہے تو ان میں بھی ایسا کوئی criteria نہیں کہ اگر آپ سوشل ویلفیئر کے پاس رجسٹرڈ ہو رہے ہیں تو آپ کوئی فنڈز نہیں لیں گے۔ جب بھی کوئی N.G.O کسی فنڈ کے لئے apply کرتی ہے چاہے وہ بیت المال کا ہو تو محکمہ سوشل ویلفیئر کے ذریعہ سے apply کرتی ہے۔ اس کا جو فارم بنا ہوتا ہے اس میں categorically پوچھا جاتا ہے کہ کیا آپ نے اس سے پہلے اتنے عرصے میں کہیں سے فنڈ لیا ہے؟ اس بارے میں منسٹر صاحب بہت اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ جن N.G.Os کے بارے میں، میں بات کر رہی ہوں وہ بالکل بیرونی امداد پر چلتی ہیں اور وہ بیرونی امداد لیتی ہیں۔ یہ کہنا کہ وہ محکمہ انڈسٹری کے پاس رجسٹرڈ ہوتی ہیں بالکل غلط ہے۔ اگر کوئی بات غلط ہو رہی ہے تو اس کو مان لینا میرے خیال میں بہت بڑی بات ہے بجائے اس کے کہ آج میں بطور وزیر یہاں پر respond کرتے ہوئے آنکھیں بند کر لوں۔

**جناب سپیکر:** وہ کہہ رہے ہیں کہ محکمہ سوشل ویلفیئر میں جن N.G.Os کی رجسٹریشن ہوتی ہے وہ بیرونی امداد وصول نہیں کرتیں۔

**محترمہ سیمل کامران:** جناب سپیکر! یہ criteria نہیں ہے۔

**وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):** جناب سپیکر! جن سماجی تنظیموں کی بابت معزز ممبر بات کر رہی ہیں میں یہ کہہ رہا ہوں کہ بیرونی امداد لینے والی N.G.Os محکمہ سوشل ویلفیئر کے پاس

رجسٹرڈ نہیں ہیں۔ ہمارے پاس وہ N.G.Os رجسٹرڈ ہیں جو بیرونی امداد وصول نہیں کرتیں اور ہر سال اپنا آڈٹ کراتی ہیں۔

**محترمہ سیمل کامران:** جناب سپیکر! اگر ایسی N.G.Os جو بیرونی امداد بھی لیتی ہیں اور ان کے پاس رجسٹرڈ بھی ہیں تو پھر منسٹر صاحب ان کے خلاف کیا کارروائی کریں گے ؟

**جناب سپیکر:** آپ بتادیں وہ notice لیں گے۔

**محترمہ سیمل کامران:** جناب سپیکر! یہ on the floor of the House بتادیں۔

**جناب سپیکر:** وہ ضرور notice لیں گے۔

**محترمہ سیمل کامران:** جناب سپیکر! پچھلے وقفہ سوالات میں جو باتیں کی گئی تھیں آج تک ان کا notice نہیں لیا گیا تو پھر میں کیسے مان لوں کہ خالی notice ہی لیا جائے گا یا کچھ کیا بھی جائے گا؟

**جناب سپیکر:** بڑے افسوس کی بات ہے۔ میں افسوس ہی کر سکتا ہوں۔

**محترمہ سیمل کامران:** جناب سپیکر! یہ جاتے جاتے کوئی ایسی تاریخی مثال رقم کر کے جائیں۔

**جناب سپیکر:** جی، کر کے جائیں گے۔ آپ فکر نہ کریں۔ انہوں نے جو تاریخ آج رقم کی ہے کیا آپ کو وہ یاد نہیں؟ ماشاء اللہ اب یہ سینیٹر بن گئے ہیں۔ اب وہ فرما ہی سکتے ہیں کہ نہیں سکتے۔ انشاء اللہ وہاں بھی یہ اچھا کام کریں گے۔ اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

**محترمہ خدیجہ عمر:** جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 6511 ہے۔ اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

**جناب سپیکر:** جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## ضلع لاہور۔ دستکاری سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6511: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع لاہور میں خواتین کے لئے کل کتنے دستکاری سکول ہیں، ان دستکاری سکولوں میں خواتین کو کس کس دستکاری اور ہنر مندی کی تعلیم دی جاتی ہے ؟

(ب) اس وقت گھریلو صنعت سازی کے شعبے میں خواتین کے لئے ضلع لاہور میں کیا کیا منصوبے زیر غور ہیں اور ان منصوبہ جات پر عملدرآمد کرانے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے ؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):

(الف) اس وقت ضلع لاہور میں خواتین کے لئے رفاہی ادارہ جات کی زیر نگرانی 40 دستکاری سکول کام کر رہے ہیں اس کے علاوہ محکمہ سماجی بہبود کے زیر سایہ ایک صنعت زار بھی کام کر رہا ہے جہاں پر خواتین کو سلائی کڑھائی، بیوٹیشن، کوکنگ، پینٹنگ وغیرہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔

(ب) اس وقت ضلع لاہور میں محکمہ سماجی بہبود اور رفاہی ادارہ جات کے تعاون سے مزید 10 منی صنعت زار کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے جہاں پر خواتین کو مختلف ہنر سکھائے جائیں گے اس سلسلہ میں جگہ کا تعین کر لیا گیا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! انہوں نے جز(الف) میں کہا ہے کہ 40 دستکاری سکول کام کر رہے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2008 سے اب تک کتنے نئے دستکاری سکول بنائے گئے ہیں اور ان میں کتنی خواتین کو سلائی کڑھائی کی تعلیم دی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! اس وقت ضلع لاہور میں ہمارے محکمہ کے زیر نگرانی خواتین کے لئے جو رفاہی ادارے کام کر رہے ہیں وہ 40 دستکاری سکول ہیں۔ محکمہ سماجی بہبود کے زیر سایہ ایک صنعت زار بھی ہے جہاں پر خواتین کو سلائی کڑھائی، بیوٹیشن، کوکنگ، پینٹنگ وغیرہ کا کام سکھایا جاتا ہے۔ اس ضمن میں، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ادارہ صنعت زار علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں ہے۔ اس کے علاوہ سوال میں 2008 سے اب تک کا پوچھا گیا ہے تو اس دوران صرف ایک نیا سکول بنایا گیا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جز(ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ مزید 10 صنعت زار کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے۔ یہ سوال تقریباً دو سال کا عرصہ گزرنے کے بعد آیا ہے تو اس عرصہ کے دوران اس منصوبے میں کیا پیشرفت ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! جز(ب) میں کیا پیشرفت ہوئی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! یہاں پر مزید 10 منی صنعت زار کا قیام عمل میں لانے کا بتایا گیا ہے۔ اس حوالے سے N.G.Os 10 جو ہمارے ساتھ مل کر کام کر رہی ہیں ہم نے ان کی support شروع کی ہے کہ وہ ان اداروں کو ساتھ لے کر چلیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان

10 منی صنعت زار کا قیام عمل میں آگیا ہے۔ انہوں نے جس بابت پوچھا بھی ہے تو جو نیا سکول قائم کیا گیا ہے وہ گڑھی شاہو میں قائم کیا گیا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! انہوں نے جن کا ذکر کیا ہے کیا وہ ادارے کام کرنا شروع ہو گئے ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! 10 N.G.Os کے ساتھ معاہدے ہو گئے ہیں یہ جلد working position میں آ جائیں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال بھی محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال نمبر 7489 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## گجرات: محکمہ سماجی بہبود کے اداروں کی تفصیلات

*7489: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گجرات میں بے سہارا بزرگ شہریوں کے لئے محکمہ نے کتنے ادارے قائم کئے ہیں؟

(ب) ان اداروں میں مقیم بے سہارا بزرگ شہریوں کو کیا سہولیات مہیا کی جاتی ہیں اور ان اداروں میں داخلے کا معیار کیا ہے؟

(ج) آئندہ کس کس ضلع میں مزید ادارے قائم کرنے کا منصوبہ تیار کیا گیا ہے اور اگر کوئی منصوبہ تیار نہیں کیا گیا تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) گجرات میں محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام بزرگ شہریوں کے لئے کوئی ادارہ کام نہ کر رہا ہے۔

(ب) چونکہ بزرگ شہریوں کے لئے ضلع میں کوئی ادارہ کام نہ کر رہا ہے لہذا اس میں دی گئی سہولیات کی تفصیل دینا ممکن نہ ہے۔

(ج) محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام اس وقت ساہیوال، نارووال اور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بزرگ شہریوں کے لئے عافیت کے نام سے ادارے قائم کئے جا رہے ہیں ان اداروں کی تکمیل کے بعد دوسرے شہروں میں یہ ادارے قائم کرنے کے لئے منصوبہ بنایا جائے گا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!انہوں نے جز(الف) میں کہا ہے کہ گجرات میں محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام بزرگ شہریوں کے لئے کوئی ادارہ کام نہیں کر رہا تو اس پر میرا سوال یہ ہے کہ کیا حکومت کا گجرات میں ایسا کوئی ادارہ بنانے کا ارادہ ہے؟ اس کے علاوہ انہوں نے جز(ج) میں ذکر کیا ہے کہ ساہیوال، نارووال اور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں عافیت کے نام سے بزرگ شہریوں کے لئے ادارے قائم کئے جا رہے ہیں۔ اس سوال کو بھی دو سال کا عرصہ گزر چکا ہے ان دو سالوں کے اندر ان منصوبوں میں کیا پیشرفت ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!اس میں کیا پیشرفت ہوئی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام اس وقت ساہیوال، نارووال اور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بزرگ شہریوں کے لئے عافیت کے نام سے ادارے مکمل ہو چکے ہیں ان میں سروسز جاری کر دی گئی ہیں اور یہ تینوں ادارے functional ہیں۔

جناب سپیکر: ہمارے ایک بزرگ شہری ٹوبہ ٹیک سنگھ سے ہیں ان کا بھی خیال کیجئے۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میاں صاحب جب چاہیں ہم ان کو welcome کہیں گے۔ ہم ان کا after retirement wait کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے پہلے ہی آپ کی سفارش کر دی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں آپ کے علم میں یہ اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں عافیت کے نام سے جو اولڈ ہوم بنایا گیا ہے۔ اس میں جو recruitment کی گئی ہے اس کی constituency سارے پنجاب کو بنایا گیا ہے حالانکہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ہی لوگوں کو وہاں پر بھرتی ہونا چاہئے تھا۔ انہوں نے ماسیئوں اور پھپھیئوں کے بیٹے بھرتی کرنے کے لئے ایسا کیا اور باہر سے لوگوں کو بھرتی کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!اس معاملے کو آپ خود دیکھیں۔ اگر ان کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے تو یہ زیادتی نہیں ہونی چاہئے۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں اس معاملہ کو دیکھ لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! On her behalf Question No. 7570 اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## ترقی خواتین کے لئے مختص بجٹ و دیگر تفصیلات

*7570: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے بجٹ میں ترقی خواتین کے لئے کتنی رقم سال وار مختص کی گئی تھی؟

(ب) ان سالوں کے دوران خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے کتنی رقم خرچ ہوئی اور کتنے منصوبے مکمل ہوئے؟

(ج) ان سالوں کے دوران خواتین کے لئے کتنے نئے سکول سلائی کڑھائی کے کھولے گئے؟

(د) موجودہ مالی سال کے دوران کتنے ایسے سکول حکومت کہاں کہاں کھولنا چاہتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) سال 10-2009 کے ترقیاتی بجٹ میں خواتین کے منصوبوں کے لئے کل 259.448 ملین روپے اور سال 11-2010 میں 99.161 ملین روپے کی رقم خواتین کے منصوبوں کے لئے مختص کی گئی۔

(ب) ان سالوں کے دوران خواتین کی ترقی کے منصوبوں پر خرچ کی گئی رقم کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) خواتین کے لئے کوئی نیا سلائی کڑھائی کا سکول نہیں کھولا گیا ہے۔

(د) فی الحال ایسا کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! جز(ج) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ خواتین کے لئے کوئی نیا سلائی کڑھائی کا سکول نہیں کھولا گیا ہے۔ ہم نے یہ سوال 2009 میں دیا تھا اور اب 2012 ہے۔ یہ بتائیں کہ اس وقت ضلع سرگودھا میں ایسے کتنے ادارے صنعت زار کے طور پر کام کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! یہ جز(ج) کا جواب پوچھ رہی ہیں۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! جز (ج) میں خواتین سے related جو سوال پوچھا گیا ہے اس کا یہی جواب آیا ہے کہ سلائی کڑھائی کا ہم نے کوئی نیا سنٹر نہیں کھولا۔ سلائی کڑھائی کے سنٹر سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ خود سے نہیں کھول رہا بلکہ یہ محکمہ جن N.G.Os کے ساتھ مل کر کام کر رہا ہے وہ N.G.Os وہاں پر کام کرتی ہیں لیکن صرف ایک ادارہ جو ان تین سالوں میں نیا کھولا گیا ہے وہ سرگودھا میں کھولا گیا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! صنعت زار ادارے آپ کی نمائش ہوتے ہیں اور صنعت زار علاقوں میں سلائی کڑھائی کی خاص چیزیں بھی بنا کر پوری دنیا میں بھیجی جاتی ہیں۔ میں پوچھنا یہ چاہ رہی ہوں کہ کیا کوئی صنعت زار وہاں پر کام کر رہا ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! یہ سرگودھا سے متعلقہ ہی سوال ہے اور سرگودھا میں صنعت زار کام کر رہا ہے جہاں پر ان کو بیوٹیشن، کوکنگ، پینٹنگ، سلائی کڑھائی، کینڈل میکنگ وغیرہ جیسے کورس سکھائے جاتے ہیں جن سے وہ مستفید ہوتی ہیں۔ نہ صرف ان کو اس کا stipend دیا جاتا ہے بلکہ ہم ان products کی عالمی منڈیوں تک رسائی کو یقینی بناتے ہوئے exhibitions کرتے ہیں اور exhibitions میں ہم ان products کو متعارف کرواتے ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ سوشل ویلفیئر کی رجسٹرڈ N.G.Os میں جو Industrial Homes ہوتے ہیں وہ سرگودھا میں کتنے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! کیا وہاں پر Industrial Homes ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! چونکہ ضلع کے حوالے سے بات ہو رہی ہے تو ضلع سرگودھا میں ایک Industrial Home ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! جز (د) میں یہ جواب بھی آیا ہے کہ فی الحال ایسا ادارہ بنانے کا کوئی منصوبہ زیر غور نہیں ہے۔ میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا ضلع سرگودھا کے لئے صرف ایک Industrial Home کافی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ضلع میں ایک ادارہ قائم ہے جو exist کر رہا ہے جس سے کافی لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اگر ضرورت پڑی تو کیا مزید بھی بنادیں گے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! یہ availability of sources پر depend کرتا ہے۔ اگر ہمارے پاس sources آئیں گے تو یہ اس محکمہ کا حق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ کام محکمہ سوشل ویلفیئر میں ہونا چاہئے۔ اگر زیادہ بجٹ آئے گا تو ہم اس پر مزید کام کرنے کے لئے تیار ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! sources پر نہیں بلکہ آبادی کے حساب سے ہوتا ہے۔ پورے ضلع کے لئے ایک Industrial Home بالکل ناکافی ہے اور منسٹر صاحب بالکل غلط جواب دے رہے ہیں۔ خواتین اور ان بچیوں کے ساتھ زیادتی ہے جو کام کرنا چاہتی ہیں۔ میری یہ تجویز ہے کہ یونین کونسل کی سطح پر کم سے کم ایک ادارہ ہونا چاہئے۔ آپ منسٹر صاحب سے کہیں کہ کم از کم اس منصوبہ کو زیر غور تو لائیں جبکہ وہ جواب دے رہے ہیں کہ ہم اس بات پر غور بھی نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! معزز ممبر کی بات کو ہم ensure کرتے ہیں کہ جس ضلع کی بات کی گئی ہے اسے ہم priority base پر لیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: سوال نمبر 7648 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## صوبہ میں ترقی خواتین کے لئے چلنے والے پروگراموں کی تفصیلات

*7648: محترمہ ساجدہ میر: کیاوزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اس وقت صوبہ میں ترقی خواتین کے کتنے پروگرام چل رہے ہیں ان کے نام بتائیں؟

(ب) ان میں سے کون کون سے پروگرام Foreign Aid کے تحت چل رہے ہیں ان کے نام بتائیں؟

(ج) Foreign Aid کے تحت چلنے والے پروگرام کے لئے سال 09۔2008، 10۔2009 اور 11۔2010 میں کتنی رقم وصول ہوئی؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنی رقم ان پروگرام کے تحت خواتین کی فلاح و بہبود پر خرچ ہوئی؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ڈائریکٹوریٹ آف وومن ڈویلپمنٹ پنجاب کا بنیادی مقصد خواتین کے حقوق پر مبنی گورنمنٹ کی پالیسیوں پر عملدرآمد کے لئے طریق کار وضع کرنا، ان پالیسیوں کا جائزہ لینا اور ان پالیسیوں پر اپنی آراء سے آگاہ کرنا اور بسا اوقات ان پالیسیوں پر مبنی اپنی تجاویز بھی بھجوانا شامل ہیں۔

(ب) Foreign Aid کے تحت بھی کوئی پروگرام تاحال نہیں چل رہا ہے۔

(ج) جیسا کہ درج بالا جواب میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ ادارہ کا کوئی پروگرام Foreign Aid کے تحت چل رہا ہے اور نہ ہی کوئی رقم وصول ہوئی ہے۔

(د) ادارہ کا تمام تر بجٹ حکومت پنجاب فراہم کرتی ہے جس کے تحت خواتین کے حقوق پر مبنی آگاہی کے لئے سیمینار اور ورکشاپ کا انعقاد، حکومتی اداروں میں پانچ فیصد کوٹا برائے خواتین پر عملدرآمد، بین الصوبائی گروپ وزراء، ترقی خواتین کی تشکیل نو، خواتین کے خلاف تشدد کی تمام اقسام کے خاتمے پر کنونشن کے لئے صوبائی کمیٹی کا قیام، فاطمہ جناح ایوارڈ کا انعقاد اور گھریلو خواتین کارکنان کے لئے پالیسی سازی شامل ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں نے اس سوال میں کسی ادارے کے متعلق نہیں پوچھا بلکہ صوبہ میں خواتین کی ترقی کے لئے چلنے والے پروگراموں کے بارے میں پوچھا ہے جس کا محکمہ نے جواب میں اپنا ڈائریکٹوریٹ بتا دیا ہے۔ مجھے منسٹر صاحب ذرا تفصیل سے بتادیں کہ کون سے پروگرام ہیں جو صوبہ بھر میں خواتین کی ترقی کے لئے چل رہے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! صوبہ بھر میں خواتین کی ترقی کے لئے کون سے منصوبہ جات چل رہے ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! ڈائریکٹوریٹ آف وومن ڈویلپمنٹ ادارے کا بنیادی مقصد خواتین کے حقوق پر مبنی حکومت کی پالیسیوں پر عمل درآمد کرانا اور طریقہ وضع کرنا ہے۔ یہ ایک attached Department ہے جو محکمہ سوشل ویلفیئر کے ساتھ جڑا ہوا ہے اور attached Departments ہمیشہ محکمے کی پالیسیوں کو آگے لے کر چلتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ Gender Reform Action Plan کو متعارف کرایا ہے جو وفاقی حکومت کے اشتراک سے چاروں صوبوں میں کام کر رہا تھا۔ حالانکہ دیگر تینوں صوبوں میں GRAP کی وساطت سے چلنے والے تمام پروگراموں کو بند کر دیا گیا ہے لیکن ہم نے پنجاب میں اس کو 2013 تک extend کیا ہے تاکہ Gender Reform Action Plan کو آگے بڑھایا جا سکے اور خواتین کی خوشحالی، ترقی اور ان کے معیار زندگی کو بہتر بنانے کے لئے تگ و دو میں خاطر خواہ اضافہ ہو سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ادارے کا تمام تر بجٹ حکومت پنجاب فراہم کرتی ہے جس کے تحت خواتین کے حقوق پر مبنی seminars and workshops کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ پانچ فیصد کوٹا خواتین کے لئے مختص ہے جس کو utilize کیا جاتا ہے۔ تمام اداروں میں ہمارے Gender Specialists کام کرتے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی خوش آئند باتیں ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ خواتین کی تشکیل نو، خواتین کے خلاف تشدد کے تمام اقسام کے خاتمے پر convention کے لئے ہماری صوبائی کمیٹی کا قیام، گھریلو خواتین اور کارکنوں کے لئے پالیسی سازی اور تمام تر معاملات کو یہ ادارہ دیکھتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ادارے کے قیام کا عمل موجودہ وقت کے پیش نظر ضروری تھا جس کی وجہ سے ہمیں بڑے سیر حاصل نتائج ملے ہیں اور اس ادارے کی وجہ سے خواتین میں کافی شعور بیدار ہوا ہے بالخصوص وہ خواتین جو دیہی علاقوں میں رہتی ہیں۔ ہمارے Gender Specialists نے دیہی علاقوں میں جا کر workshops and seminars کروا کر awareness campaign کے ذریعے اپنی اپنی خدمات سرانجام دی ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ بات کی مگر میں پھر بھی کہوں گی کہ میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ Gender Reform ایک پروگرام ہے لیکن باقی domestic violence جیسے پروگراموں کے لئے صرف seminars ہوتے ہیں یا کوئی پروگرام چل رہے ہیں؟ مجھے اس کا جواب بتایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر! violence against women کے لئے Bill draft ہو چکا ہے اور بہت جلد ہم اسمبلی کے Floor پر پیش کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی خوش آئند بات ہو گی۔ ہم اس Bill کو اسمبلی میں پیش کرنے سے قبل اپنی خواتین ایم پی ایز سے مشاورت بھی لیں گے۔ ہم اس کے لئے ایک seminar کروانے جا رہے ہیں جس میں ہم ان خواتین کی مشاورت شامل کریں گے اور انہیں پہلے draft دکھائیں گے۔ اس کے علاوہ وہ تنظیمیں جو کہتی ہیں کہ ہم خواتین کے حقوق کی علمبردار ہیں اُن کو بھی مدعو کریں گے تاکہ کسی قسم کے تحفظات اس Bill میں نہ رہ جائیں۔ اس کے علاوہ آٹھ مارچ کو خواتین کا عالمی دن ہے اُس دن ہمارے قائد محترم میاں محمد نواز شریف خواتین کے اجتماع سے خطاب کریں گے اور وہ صوبہ پنجاب میں خواتین کے لئے ایک بہت بڑے package کا بھی اعلان کریں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جز(ب) میں انہوں نے کہا ہے کہ Foreign Aid سے کوئی ایسا پروگرام نہیں چلتا لیکن میں نشاندہی کروں گی کہ UNICEF اور USAID خواتین کے بہت سے پروگرام چلا رہے ہیں، کیا حکومت پنجاب کا اس سے کوئی تعلق ہے؟ اس کے علاوہ Mother and Child Health ہے، Population کے پروگرام ہیں اور خواتین میں Awareness کے پروگرام ہیں جو میڈیا میں آج کل عام ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ جواب میں پھر جھوٹ لکھا گیا ہے کہ Foreign Aid سے ایسا کوئی پروگرام نہیں چلتا۔

جناب سپیکر: انہوں نے پہلے بھی بتا دیا ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر! حکومت پنجاب کے وومن ڈویلپمنٹ ادارے کی بابت جو نشاندہی کی گئی ہے اس سے related کوئی بھی کام ہم Foreign Aid سے نہیں کر رہے۔ UNICEF کی بات کی گئی ہے تو وہ صرف بچوں کے لئے کام کرتا ہے اور اس کا اپنا ایک نظم و نسق ہے جو صرف پاکستان میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں کام کر رہا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جہاں تک ہمارے محکمہ کا تعلق ہے تو ہم Foreign Aid پر depend نہیں کرتے بلکہ ہم اپنے فنڈز خود generate کرتے ہیں، حکومت پنجاب سے فنڈز لیتے ہیں اور ضلعی حکومتوں کی مدد سے اس منصوبے کو آگے بڑھاتے ہیں۔

**محترمہ ساجدہ میر:** جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ خواتین کو پالیسی سازی میں شامل کیا جاتا ہے۔ منسٹر صاحب یہ بتادیں کہ جو تجاویز لی جاتی ہیں وہ کن سے لی جاتی ہیں؟

**وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):** جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ ہم نے ایک Bill draft کر لیا ہے اور اس قانون میں ہم سب کو شامل کریں گے تب ہی اسے اسمبلی میں پیش کریں گے۔ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ آپ کے بغیر ہم کچھ بھی نہیں بلکہ ہم آپ کو ساتھ لے کر چلیں گے۔ پہلے آپ کی مشاورت شامل ہو گی اور آپ کے تحفظات کا خاتمہ ہو گا تب ہی وہ Bill اسمبلی کے floor پر پیش ہو گا۔

**جناب سپیکر:** منسٹر صاحب! میرے کہنے پر ایک خاتون ممبر محترمہ رفعت سلطانہ ڈار کو بھی ضرور شامل کریں جو اچھی تجاویز دیں گی۔

**محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:** جناب سپیکر! بہت شکریہ

**جناب سپیکر:** مہربانی۔ اگلا سوال بھی محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کا ہے۔

**محترمہ ساجدہ میر:** جناب سپیکر! میرا اگلا سوال نمبر 7667 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

**جناب سپیکر:** جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## صوبہ میں خواتین کے لئے دارالامانوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7667: **محترمہ ساجدہ میر:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں کل کتنے شیلٹر ہوم (دارالامان) برائے خواتین ہیں؟

(ب) لاہور شہر کے دارالامانوں کے نام کیا ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ج) لاہور کے ان اداروں میں کتنی خواتین کو رکھنے کی گنجائش ہے اور اس وقت کتنی خواتین رہائش پذیر ہیں اگر گنجائش سے زیادہ ہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) لاہور کے دارالامانوں کے سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے اخراجات بتائیں نیز ان میں رہائش رکھنے والی خواتین سے کتنی رقم وصول کی جاتی ہے؟

(ہ) لاہور کے دارالامانوں کی نگرانی کے لئے مامور عملہ کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):

(الف) صوبہ پنجاب میں کل35 شیلٹر ہوم برائے خواتین ہیں، صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع میں ماسوائے ننکانہ صاحب، دارالامان کام کر رہے ہیں۔

(ب) لاہور میں سوشل ویلفیئر کے زیر کنٹرول ایک ہی دارالامان کام کر رہا ہے جو کہ بند روڈ نزد تھانہ نواں کوٹ واقع ہے۔

(ج) دارالامان سٹی ڈسٹرکٹ ضلع لاہور میں خواتین کو رکھنے کی گنجائش 50 ہے جبکہ اس وقت ادارہ ہذا میں کل 31 خواتین اور 07 بچے رہائش پذیر ہیں۔

(د) 2009-10 کے کل اخراجات -/4,996,289 روپے اور 2010-11 کے مئی 2011 تک کل اخراجات -/33,00,000 روپے ہوئے ہیں ادارہ ہذا میں رہائش پذیر خواتین سے کسی بھی قسم کا کوئی خرچہ وصول نہیں کیا جاتا۔ خواتین کو تمام سہولیات سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ مفت مہیا کرتی ہے۔

(ہ) لاہور کے دارالامانوں کی نگرانی کے لئے مامور عملہ کے نام، عہدہ اور گریڈ

| نام | عہدہ | گریڈ |
|---|---|---|
| 1۔آمنہ بٹ | سپرنٹنڈنٹ | 17 |
| 2۔فرزانہ کوثر | ہینڈی کرافٹ انسٹرکٹر | 08 |
| 3۔ارم ستارہ | ہینڈی کرافٹ انسٹرکٹر | 08 |
| 4۔شکیلہ عبید | ریلیجس انسٹرکٹر | 08 |
| 5۔ملک عاصم | کمپیوٹر آپریٹر | 12 |
| 6۔شاہد رفیق | ڈرائیور | 05 |
| 7۔شاہد شفیع | اسسٹنٹ | 14 |
| 8۔محمد جمیل | نائب قاصد | 02 |
| 9۔عامر حسین | چوکیدار | 02 |
| 10۔گوگا مسیح | سویپر | 02 |

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں نے سوال میں دارالامانوں کی تعداد پوچھی تھی جو محکمہ نے بتائی ہے لیکن اس میں کچھ ایسے Shelter Homes ہیں جو حکومت پنجاب نے اٹھارہویں ترمیم کے بعد بند کر دیئے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کے علاوہ 4 کروڑ 99 لاکھ 6 ہزار 289 روپے کس مد میں خرچ کئے گئے

ہیں جبکہ سٹاف تو اتنا کم ہے اور صرف 31 خواتین لاہور کے دارالامان میں ہیں۔ منسٹر صاحب بتائیں کہ یہ پیسے کہاں پر خرچ کئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! صوبہ پنجاب میں شیلٹر ہوم یا دارالامان کی کل تعداد 35 ہے اور جن کی بابت ہماری معزز بہن نے نشاندہی کی تو وہ رقم میرے ساتھ مل کر پڑھ لیں تو بہتر ہو گا کیونکہ یہ چار کروڑ نہیں ہے بلکہ 49 لاکھ 96 ہزار روپے ہے۔ یہ رقم لاکھوں میں ہے کروڑوں میں نہیں ہے۔ میں اپنے معزز ممبران سے کہوں گا کہ اس کی تصحیح کر لیں کہ یہ کروڑوں کی رقم ہم پر نہ لادیں۔ یہ لاکھوں کے اخراجات ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے تمام اخراجات کی بابت نشاندہی کی ہے جو کہ 10-2009 کے اخراجات ہیں اور یہاں پر رہائش پذیر خواتین سے ہم کسی طرح کا خرچہ نہیں لیتے بلکہ وہ free of cost رہتی ہیں اور انہیں ہم stipend دیتے ہیں۔ وہاں پر مقیم خواتین کو ضلعی حکومتیں سہولیات فراہم کر رہی ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ رقم اگر 31 خواتین پر خرچ کی گئی ہے تو یہ کس زمرے میں خرچ کی گئی ہے اور سات بچے ہیں۔ ٹھیک ہے اگر میں نے figures غلط بتائے ہیں تو وزیر موصوف اس کی وضاحت فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! پورے سال کی خوراک اور ان کے رہنے کے انتظامات جس میں یوٹیلٹی بلز اور وہاں پر کام کرنے والے سٹاف کی تنخواہیں بھی اس میں شامل ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! سپرنٹنڈنٹ گریڈ 17 کی ہے باقی سارے گریڈ آٹھ سے کم کے ہیں اور اتنے زیادہ پیسے خرچ کرنے کے باوجود بھی دارالامان کی حالت ویسی کی ویسی ہی ہے۔ وہاں پر جو خاتون جاتی ہے وہ توبہ توبہ کر کے آتی ہے اور یہ اس کی بہتری کے لئے کیا کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: اگر کوئی شکایت ہے تو اس کی نشاندہی کریں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں اس شکایت کا ازالہ ضرور کروں گا اور میں اپنی بہن سے کہوں گا کہ ہم مل کر وہاں کسی دن visit کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں۔ وہاں پر

جو مسائل ہیں، انہیں دیکھیں گے بھی اور پرکھیں گے بھی اور موقع پر جو خامی ہوئی اسے دور کر کے آئیں گے۔

**جناب سپیکر:** اگلا سوال محمد طارق امین ہوتیانہ صاحب کا ہے۔

**جناب محمد طارق امین ہوتیانہ:** جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 8884 ہے۔ اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

**جناب سپیکر:** جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## ضلع بہاولنگر۔محکمہ کے ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8884: **جناب محمد طارق امین ہوتیانہ:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع بہاولنگر میں محکمہ سماجی بہبود کا انتظامی ڈھانچہ کیا ہے؟

(ب) اس ضلع میں محکمہ کے کل ملازمین کی تفصیل گریڈ وار بتائیں؟

(ج) اس ضلع کا محکمہ ہذا کا سال 10۔2009 اور 11۔2010 کا بجٹ بتائیں؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنی رقم غرباء، مساکین اور اپاہج لوگوں میں تقسیم کی گئی، تفصیل سال وار بتائیں؟

(ہ) اس ضلع میں محکمہ ہذا سے رجسٹرڈ این جی اوز کی تعداد اور نام بتائیں؟

(و) محکمہ کن کن این جی اوز کو گرانٹ فراہم کر رہا ہے ان دو سالوں کے دوران جن این جی اوز کو گرانٹ دی گئی ان کے نام اور گرانٹ کی تفصیل بتائیں؟

**وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):**

(الف) محکمہ سوشل ویلفیئر و و من ڈویلپمنٹ اینڈ بیت المال ضلع بہاولنگر میں کام کرنے والے دفاتر کا انتظامی ڈھانچہ درج ذیل ہے:-

1- ڈسٹرکٹ آفس سوشل ویلفیئر، بہاولنگر
2- مینجر ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم (صنعت زار) بہاولنگر
3- سپرنٹنڈنٹ شیلٹر ہوم (دارالامان) بہاولنگر
4- چھ ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر، بہاولنگر
5- پانچ میڈیکل سوشل آفیسرز، بہاولنگر

(ب) محکمہ سوشل ویلفیئر ضلع بہاولنگر میں کام کرنے والے ملازمین کی تفصیل و تعداد تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ سوشل ویلفیئر ضلع بہاولنگر کا سال10-2009اور 11-2010کا بجٹ حسب ذیل ہے:۔

| سال10-2009 | سال11-2010 |
|---|---|
| 24022416/- روپے | 25231712/- روپے |

(د) محکمہ سوشل ویلفیئر ضلع بہاولنگر نے سال10-2009اور 11-2010 میں چونکہ ضلعی بیت المال کمیٹیوں کی تشکیل نہ ہوئی ہے لہذا ضلع بھر میں کوئی امداد تقسیم نہ کی ہے۔

(ہ) محکمہ سوشل ویلفیئر ضلع بہاولنگر نے کل128 این جی اوز رجسٹر کی ہیں جو ضلع بہاولنگر میں اپنے وسائل کے مطابق رفاہی کام سرانجام دے رہی ہیں۔

(و) محکمہ سوشل ویلفیئر ضلع بہاولنگر کے تحت رجسٹرڈ این جی اوز کو سال10-2009اور 11-2010میں کوئی امداد محکمہ ہذا کی طرف سے فراہم نہ کی گئی ہے۔

**جناب محمد طارق امین ہوتیانہ:** جناب سپیکر! جز(د) میں بتایا گیا ہے کہ "دو سال ضلعی بیت المال کمیٹیاں نہ ہونے کی وجہ سے" میرا ضمنی سوال ہے کہ تقریباً چار کروڑ بانوے لاکھ روپے کہاں خرچ ہوئے اور اب کمیٹیوں کے بننے کے بعد ان دو سالوں کے درخواست گزاروں کو رقوم کی تقسیم کے وقت ترجیح دی گئی؟

**جناب سپیکر:** جی، منسٹر صاحب!

**وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):** جناب سپیکر! چونکہ پہلے بیت المال کی کمیٹیاں موجود نہ تھیں اب یہ کمیٹیاں perform کر رہی ہیں اور وہ functional ہیں اس لئے میں figure بھی دینا چاہتا ہوں کہ آج دن تک مستحقین کی تعداد ایک ہزار چھتیس ہے جن میں چوہتر لاکھ اٹھارہ ہزار پانچ سو روپے تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ باقی رقم کمیٹیوں کے پاس ہے جو تیس جون سے قبل تک تقسیم کریں گی۔

**جناب محمد طارق امین ہوتیانہ:** جناب سپیکر! حکومت کی نااہلی کی وجہ سے دو سال کمیٹیوں کی تشکیل نہ ہو سکی اور اس دوران جن غریب لوگوں نے درخواستیں دیں تھیں تو کیا انہیں رقوم کی تقسیم کے وقت prefer کیا گیا ہے؟

**جناب سپیکر:** جی، منسٹر صاحب!

**وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل)**:جناب سپیکر!جن لوگوں نے بھی درخواستیں دی ہیں، ہم سب کو consider کرتے ہیں اور یہ دو سال کا gap ضرور رہا ہے لیکن اس دوران بھی وزیراعلیٰ کے صوابدیدی فنڈ سے جن لوگوں کی فوری امداد ضروری تھی جس میں medication کے cases تھے، کو فوری امداد دی گئی تھی اور اب جو pending cases بھی تھے ہم نے انہیں prioritize کیا ہے اور اس چیز کو ensure کرتے ہیں کہ مستحق افراد کا کوئی بھی case ہم رد نہیں کریں گے بلکہ ان کا حق ان کی دہلیز تک پہنچائیں گے۔

**جناب سپیکر**:اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔

**محترمہ آمنہ الفت**: شکریہ۔جناب سپیکر!میرے سوال کا نمبر 8927 ہے۔اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

**جناب سپیکر**:جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## سال2010،دارالفلاح میں رکھے گئے بچوں و خواتین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8927: **محترمہ آمنہ الفت**:کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) دارالفلاح لاہور، سیالکوٹ، ملتان، بہاولپور، سرگودھا اور راولپنڈی میں سال2010 میں کتنے بچے اور خواتین رکھے گئے ہیں، کتنے بچے اور خواتین پچھلے سالوں سے چلے آرہے ہیں ان شہروں کے دارالفلاح کی گنجائش کتنی ہے؟

(ب) مذکورہ بالا عرصہ کے دوران ان پر کتنے اخراجات ہوئے اور ان کو کیا کیا سہولیات فراہم کی گئیں؟

(ج) کیا حکومت صوبے کے دوسرے بڑے شہروں میں دارالفلاح کے قیام کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

**وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل)**:

(الف) محکمہ سماجی بہبود پنجاب کے چھ اضلاع میں دارالفلاح قائم کئے گئے ہیں۔ان میں سے ہر ایک کے اندر تیس خواتین مع بچوں کی رہائش کی گنجائش ہے جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

| ضلع | 2010 کے دوران رہائش پذیر خواتین اور بچوں کی تعداد | پچھلے سال کے دوران رہائش پذیر خواتین و بچوں کی تعداد |
|---|---|---|
| لاہور | 17عورتیں15بچے | 22عورتیں10بچے |
| راولپنڈی | 18عورتیں اور25بچے | 15عورتیں15بچے |
| ملتان | 17عورتیں16بچے | 16عورتیں10بچے |
| سرگودھا | 20عورتیں10بچے | 18عورتیں15بچے |
| سیالکوٹ | 15عورتیں15بچے | 10عورتیں15بچے |
| بہاول پور | 20عورتیں15بچے | 20عورتیں10بچے |

(ب) سال2010 کے دوران مندرجہ ذیل ترقیاتی اور غیر ترقیاتی فنڈز کا اجراء مندرجہ ذیل اضلاع کے دارالفلاح میں ہوا۔

| ضلع | ترقیاتی فنڈز | غیر ترقیاتی فنڈز |
|---|---|---|
| لاہور | 3.088 M | 0.645 M |
| راولپنڈی | 2.024 M | 0.427 M |
| ملتان | 1.985 M | 3.391 M |
| سرگودھا | 2.607 M | 0.657 M |
| سیالکوٹ | 2.936 M | 0.574 M |
| بہاولپور | 0.645 M | 0.477 M |

قیام کے دوران ان خواتین کو مفت رہائش کے ساتھ ساتھ مذہبی تعلیم اور دستکاری بھی سکھائی جاتی ہے ادارے میں رہائش پذیر بچوں کے لئے ادارے کے اندر نرسری بھی بنائی گئی ہے۔ اس کے علاوہ رہائش پذیر خواتین کو -/3000 سے -/3500 روپے رقم بطور ماہانہ وظیفہ بھی دی جاتی ہے۔

(ج) محکمہ سماجی بہبود کا فی الحال پنجاب کے کسی بھی دوسرے ضلع میں دارالفلاح کے قیام کا کوئی ارادہ نہ ہے۔

**محترمہ آمنہ الفت:** میں نے سوال کیا تھا کہ دارالامان لاہور، سیالکوٹ، ملتان اور بہاولپور وغیرہ میں کتنی خواتین اور بچے رکھنے کی گنجائش ہے مگر جواب تھوڑا سا مبہم ہے جس میں کہا گیا ہے کہ لاہور میں سترہ خواتین اور پندرہ بچے، ہر ایک میں تیس خواتین مع بچے رہائش کی گنجائش ہے۔ تیس خواتین یعنی بچے اور خواتین ملا کر اتنی گنجائش ہے یا خواتین تیس ہوں اور اس کے علاوہ ان کے جتنے بھی بچے ہیں، اس کی وضاحت کر دی جائے؟

جناب سپیکر:انہوں نے لکھ دیا ہے کہ تیس خواتین مع بچوں کی رہائش کی گنجائش ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں یہی پوچھ رہی ہوں کہ تیس خواتین ہیں اور اگر ایک خاتون کے ساتھ دو دو، تین تین بچے ہیں تو رہائش کی گنجائش تو پچاس ساٹھ ہو جائے گی۔۔۔

جناب سپیکر: بچوں سے مراد شیر خوار بچہ ہوتا ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!جب تیس خواتین اور بچوں کی بات ہوتی ہے تو خواتین جو بچوں کے ساتھ ہیں ، تیس families count ہوتی ہیں یعنی ہم تیس families کو accommodate کر سکتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! کیا دارالامان میں خواتین کو مفت میڈیکل اور لیگل ایڈ فراہم کی جاتی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ منسٹر صاحب یہ بھی فرمادیں کہ کیا دارالامان میں خواتین اندر باہر آزادانہ آ جا سکتی ہیں اور کیا انہیں موبائل فون بھی استعمال کرنے کی سہولت ہے ؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!چونکہ دارالامان میں عدالتوں کی طرف سے بھی کچھ خواتین کو بھیجا جاتا ہے یا تشدد کا شکار ہونے والی خواتین کو این جی اوز دارالامان میں چھوڑ کر جاتی ہیں تو ہم بالکل ان کے لواحقین سے ان کا رابطہ کرواتے ہیں اور ٹیلی فون کی سہولت محکمہ خود فراہم کرتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ وہ اپنے لواحقین ،اپنے گھر والوں،اپنے بچوں یا والدین کے ساتھ بات نہیں کر سکتیں بلکہ ہمارا یہ فرض ہوتا ہے کہ ہم انہیں آگاہ کریں کہ آپ کی بیٹی اور بہو ہمارے پاس ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی دوسری رائے والی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر:اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

## نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

## محکمہ کے زیر انتظام چمن گھروں کی تفصیلات

*8941: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) محکمہ کے زیر انتظام قائم کردہ چمن گھر کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) متذکرہ چمن گھروں سے 2008 سے سال 2011 تک کتنے بچے مستفید ہوئے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ کے زیر انتظام ذہنی طور پر معذور بچوں کی بحالی کے لئے چمن کے نام سے ایک ادارہ سوشل ویلفیئر کمپلیکس سیکٹر D-1 ٹاؤن شپ لاہور میں کام کر رہا ہے۔

(ب) "چمن" سے سال 2008 سے 2011 تک کل 1,056 بچے مستفید ہوئے۔

## ضلع لاہور۔محکمہ کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*9007: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ڈسٹرکٹ لاہور محکمہ سماجی بہبود کو سال 11-2010 کے دوران کتنی رقم ملی؟

(ب) کتنی رقم اس محکمہ کو کس کس دیگر ذرائع سے موصول ہوئی؟

(ج) اس محکمہ کی آمدن کے کوئی ذرائع ہیں، اگر ہاں تو ان ذرائع سے کتنی آمدن ہوئی؟

(د) محکمہ اپنی آمدن بڑھانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہا ہے؟

(ہ) اس ضلع میں محکمہ کے کون کون سے ادارے کہاں کہاں چل رہے ہیں ان اداروں کے نام کیا ہیں؟

(و) ان اداروں کے موجودہ سال کے اخراجات بتائیں؟

(ز) اس ضلع میں محکمہ کے کل کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں، کتنی اور کس کس گریڈ کی کون کون سی اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ڈسٹرکٹ لاہور محکمہ سماجی بہبود کو ملنے والی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:

| سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے | صوبائی گرانٹ سے |
|---|---|
| -/383011535 | -/1643000 |

(ب) اس محکمہ کو سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور اور پنجاب گورنمنٹ سے فنڈز ملتے ہیں۔

(ج) اس محکمہ کے جن اداروں سے آمدن وصول ہوتی ہے ان میں ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم (صنعت زار) لاہور اور ہاسٹل فار ورکنگ وومن لاہور ہیں اور ان سے سال 11-2010 کے دوران موصول ہونے والی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

| ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم (صنعت زار) | ہاسٹل فار ورکنگ وومن لاہور |
|---|---|
| -/4849418 روپے | -/363000 روپے |

(د) گورنمنٹ کی ہدایت کے پیش نظر خواتین کے روزگار کی سکیم کو بڑھایا جا رہا ہے۔

(ہ) محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام لاہور میں چلنے والے اداروں کی تفصیل درج ذیل ہے:

-1 ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم (صنعت زار) علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
-2 ہاسٹل فار ورکنگ وومن گلشن راوی لاہور
-3 ڈے کیئر سنٹر وحدت روڈ لاہور
-4 ماڈل آرفنیج (orphanage) (انجمن سلیمانیہ) سمن آباد لاہور
-5 دارالامان بند روڈ یتیم خانہ لاہور
-6 کاشانہ ٹاؤن شپ لاہور
-7 نگہبان سنٹر لاہور
-8 سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور
-9 پناہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
-10 ڈسٹرکٹ جیل لاہور۔

(و) ان اداروں کے موجودہ سال کے اخراجات کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ز) اس ضلع میں محکمہ کے کل 293 ملازمین کام کر رہے ہیں اور سات اسامیاں خالی پڑی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

| ادارہ کا نام | اسامی | سکیل | تاریخ |
|---|---|---|---|
| دارالامان لاہور | ڈرائیور | 05 | 01-04-2011 |
| کاشانہ لاہور | وارڈن | 11 | 10-02-2009 |
| | جونیئر کلرک | 07 | 13-02-2011 |
| نگہبان سنٹر | چوکیدار | 02 | 10-05-2010 |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ہاسٹل فار وومن لاہور | باورچی | 02 | 20-04-2010 |
| ڈسٹرکٹ آفس | | | |
| سوشل ویلفیئر لاہور | چوکیدار | 02 | 26-01-2011 |

## ضلع لاہور میں محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام چلنے والے اداروں کے سال 2010-11 کے اخراجات کی تفصیل

| اداروں کے نام | 2010-11 کے اخراجات |
|---|---|
| ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم (صنعت زار) | -/4633041روپے |
| ہاسٹل فار ورکنگ وومن | -/1477232روپے |
| ڈے کیئر سنٹر | -/1654824روپے |
| شیلٹر ہوم (دارالامان) | CDGL -/3623765روپے |
| | Provincial-/220000روپے |
| کاشانہ | -/5005936روپے |
| ماڈل آرفنیج (چلڈرن ہوم) | -/2606568روپے |
| نگہبان سنٹر | -/2618079روپے |
| سنٹرل جیل، لاہور | -/556634روپے |
| پناہ | -/571425روپے |
| ڈسٹرکٹ جیل، لاہور | Provincial -/650000روپے |

## ضلع لاہور۔محکمہ کے تحت ہونے والے فلاحی منصوبوں کی تفصیلات

*9008: **جناب محمد نوید انجم**: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ڈسٹرکٹ آفیسر سماجی بہبود لاہور کا سال 09۔2008 اور 10۔2009 کا کل بجٹ سال وار بتائیں؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم کس کس عوامی فلاح کے منصوبوں پر خرچ ہوئی، ان منصوبہ جات کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ج) کتنی رقم غیر ترقیاتی اخراجات پر خرچ ہوئی، تفصیل سال وار بتائیں؟

**وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل)**:

(الف) ڈسٹرکٹ لاہور کے کل 47 دفاتر ہیں جن کی سال 09-2008 اور 10-2009 کے بجٹ کی تفصیل درج ذیل ہے:

| سال | بجٹ |
|---|---|
| 2008-09 | -/67,150,509روپے |
| 2009-10 | -/83,134,104روپے |

(ب) مذکورہ سالوں کے دوران فراہم کی گئی رقم صرف غیر ترقیاتی اخراجات کے لئے تھی۔

(ج) غیر ترقیاتی اخراجات پر خرچ کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

| سال | تنخواہ | دیگر اخراجات | کل خرچ |
|---|---|---|---|
| 2008-09 | 48,606,650/- روپے | 15,319,825/- روپے | 64,015,575/- روپے |
| 2009-10 | 55,788,767/- روپے | 2,395,187/- روپے | 79,742,954/- روپے |

## صوبائی دارالحکومت کی سڑکوں پر نوجوان بچیوں کے بھیک مانگنے کی تفصیلات

*9108: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیروزپور روڈ، جیل روڈ اور صوبائی دارالحکومت کی دیگر اہم سڑکوں پر نوجوان لڑکیاں بھیک مانگتے نظر آتی ہیں؟

(ب) کیا حکومت نوجوان بچیوں کے یوں سر عام بھیک مانگنے پر پابندی لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) جی ہاں! درست ہے۔

(ب) Vagrancy Ordinance Act 1958 کے تحت نہ صرف نوجوان بچیوں بلکہ کسی بھی عمر اور جنس کے افراد کا بھیک مانگنا منع ہے۔چونکہ فی الحال Welfare Home for Beggars جو کہ محکمہ سماجی بہبود نے قائم کرنا تھا وہ قائم نہ ہوا ہے جس کی وجہ سے اس سماجی برائی کے خاتمہ کے لئے فی الحال کوئی ٹھوس اقدامات نہ ہو سکے ہیں۔تاہم حکومت پنجاب نے مالی سال 2011-12 کے ترقیاتی بجٹ میں welfare home قائم کرنے کے لئے فنڈز مختص کر دیئے ہیں۔امید کی جاتی ہے کہ welfare home قائم ہونے کے بعد اس سماجی برائی کے تدارک میں مدد ملے گی۔

## ضلع چنیوٹ، رجسٹرڈ این جی اوز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9276: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع چنیوٹ میں کتنی رجسٹرڈ این جی اوز کام کر رہی ہیں؟

(ب) ان این جی اوز کو حکومت کی طرف سے 2009-10 میں کتنے فنڈز فراہم کئے گئے اور ان این جی اوز نے سال 2009-10 میں کیا کیا خدمات انجام دیں، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا محکمہ ان این جی اوز کو دیئے گئے فنڈز کو چیک کرنے کا اختیار رکھتا ہے، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع چنیوٹ میں کل73 رجسٹرڈ این جی اوز اپنی خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔

(ب) سال10-2009 کے دوران ضلع چنیوٹ میں N.G.Os کو حکومت کی طرف سے کوئی فنڈز نہ ملے ہیں ضلع چنیوٹ میں این جی اوز ایجوکیشن، وومن ویلفیئر، ماحولیات، سپورٹس، معمر کی بہبود، چائلڈ ویلفیئر، بیوگان کی مالی امداد، بھٹہ پر کام کرنے والے مزدوروں کی بہبود کے لئے سروسز فراہم کر رہی ہیں۔

(ج) محکمہ سماجی بہبود ان این جی اوز کو (Voluntary Social Welfare Agency (R&C)Ordinance 1961) کی شق 9 کے تحت ان این جی اوز کے حسابات کو چیک کرنے کا اختیارات رکھتا ہے۔

## ضلع چنیوٹ، دارالامان کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9277: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ضلع چنیوٹ میں کتنے دارالامان ہیں، ان میں کتنی کتنی خواتین رہائش پذیر ہیں، ان میں سے کتنی خواتین کے کیس عدالتوں میں pending ہیں ان کیسز میں حکومت ان خواتین کو کیا سہولیات فراہم کر رہی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

ضلع چنیوٹ میں09-07-01 سے ایک دارالامان منظور ہو چکا ہے۔ ضلعی حکومت چنیوٹ کی جانب سے فرنیچر، مشینری اور گاڑی کی عدم فراہمی کی وجہ سے یہ ابھی تک فنکشنل نہ ہوا ہے جس کی وجہ سے ابھی تک کوئی خاتون دارالامان چنیوٹ میں داخل نہ ہوئی ہے۔

## ضلع جھنگ۔ محکمہ کے دفاتر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9294: محترمہ آصفہ فاروقی: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع جھنگ میں سماجی بہبود کے کتنے دفاتر کام کر رہے ہیں؟

(ب) ضلع جھنگ میں محکمہ کے تحت کتنے ادارے کام کر رہے ہیں؟

(ج) ضلع ہذا میں ایسے اداروں کی تفصیل بتائیں جن میں خواتین کو ہنر کی تعلیم دی جاتی ہے اور کس کس ہنر کی تعلیم دی جاتی ہے؟

(د) اس ضلع میں ترقی خواتین کے لئے سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران کتنی رقم خرچ کی گئی تفصیل سال وار اور منصوبہ وار بتائیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع جھنگ میں سماجی بہبود کے کل 09 دفاتر ہیں۔

(ب) اس ضلع میں محکمہ کے کل 02 ادارے کام کر رہے ہیں۔

(ج) محکمہ کا صرف ایک ادارہ ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم صنعت زار ہے جس میں خواتین کو ہنر کی باقاعدہ تعلیم دی جاتی ہے جس میں سلائی کڑھائی، فیشن ڈیزائن، میشن اینڈ فیلڈ ایمبرائیڈری، فلاور میکنگ، وڈ ورک، اڈا ورک، بیوٹیشن، فیبرک پرنٹنگ، کوکنگ کلاسز، انگلش زبان، کمپیوٹر جبکہ دارالامان میں بھی خواتین کو عارضی قیام کے دوران مختلف ہنر سکھائے جاتے ہیں۔

(د) ضلع میں خواتین کے لئے دو ادارے صنعت زار اور دارالامان کام کر رہے ہیں ان اداروں پر سال 2009-10 اور 2010-11 کے دوران خرچ کی گئی تفصیل درج ذیل ہے:۔

صنعت زار:

| کل بجٹ 2009-10 | اخراجات 2009-10 |
|---|---|
| 33,25,990/- روپے | 29,09,846/- روپے |
| کل بجٹ 2010-11 | اخراجات 2010-11 |
| 42,54,000/- روپے | 30,46,793/- روپے |

دارالامان:

| کل بجٹ 2009-10 | اخراجات 2009-10 |
|---|---|
| 20,95,000/- روپے | 18,72,620/- روپے |
| کل بجٹ 2010-11 | اخراجات 2010-11 |
| 25,08,000/- روپے | 16,33,665/- روپے |

## ضلع راولپنڈی، محکمہ کے تحت کام کرنے والے ادارے و دیگر تفصیلات

*9452: محترمہ نرگس فیض ملک: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ ہذا کے تحت کون کون سے ادارے غریبوں، بیواؤں اور بوڑھے افراد کے لئے ہیں؟

(ب) ان اداروں میں اس وقت کتنے افراد / عورتیں ہیں؟

(ج) ان اداروں کے سال 2009-10 اور 2010-11 کے اخراجات بتائیں؟

(د) ان اداروں میں کیا کیا سہولیات فراہم کی جاتی ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ ہذا کے تحت غریب، بیواؤں، اور بوڑھے افراد کے لئے مندرجہ ذیل ادارے کام کر رہے ہیں۔

عافیت: بوڑھے افراد کی فلاح کا ادارہ

دارالفلاح: بیواؤں و غریب عورتوں کا ادارہ

کاشانہ: بچوں کی فلاح کا ادارہ

نگہبان: گمشدہ بچوں کی فلاح و بحالی کا ادارہ

گہوارہ: بچوں کی فلاح کا ادارہ

(ب) ان اداروں میں اس وقت موجود افراد کی تعداد مندرجہ ذیل ہے:-

| نام ادارہ | مرد | عورتیں | بچے |
|---|---|---|---|
| عافیت | 22 | | |
| دارالفلاح | | 23 | 48 |
| دارالامان | | 42 | 10 |
| کاشانہ | | 51 | |
| نگہبان | | | 02 |
| گہوارہ | | | 25 |

(ج) ان اداروں کے مذکورہ سالوں کے اخراجات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

| نام ادارہ | سال 2010-11 | سال 2011-12 |
|---|---|---|
| عافیت | 2,534,948/- روپے | 2,298,157/- روپے |
| دارالفلاح | 2,786,440/- روپے | 1,830,195/- روپے |
| دارالامان | 3,300,000/- روپے | 2,487,990/- روپے |
| کاشانہ | 3,519,000/- روپے | 3,218,862/- روپے |
| نگہبان | 1,197,219/- روپے | 2,537,423/- روپے |
| گہوارہ | 3,109,247/- روپے | 2,537,423/- روپے |

(د) ان اداروں میں خوراک، رہائش، ادویات، تعلیم اور تفریحی سہولیات دی جاتی ہیں۔

## ضلع بہاولنگر: کمیونٹی سنٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*10286: چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولنگر میں کتنے کمیونٹی سنٹرز ہیں یہ کہاں کہاں واقع ہیں، ان کی تعداد اور تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا حکومت ضلع بہاولنگر میں مزید کمیونٹی سنٹرز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع بہاولنگر میں محکمہ سماجی بہبود کے پاس دو کمیونٹی سنٹرز ہیں جن میں سے ایک تحصیل بہاولنگر اور دوسرا تحصیل چشتیاں میں ہے۔ تحصیل بہاولنگر کے کمیونٹی سنٹر میں اس وقت صنعت زار کام کر رہا ہے جبکہ تحصیل چشتیاں کا کمیونٹی سنٹر سر سید ویلفیئر سوسائٹی جو کہ ایک این جی او ہے اس کے پاس ہے اور اس میں اس وقت ایک دستکاری سکول چل رہا ہے۔

(ب) محکمہ سماجی بہبود کا فی الحال ایسا کوئی ارادہ نہ ہے۔

## ضلع ملتان: خواتین کی بھلائی کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*10312: ملک محمد عامر ڈوگر: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حکومت نے ضلع ملتان میں خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے 2008 سے اب تک کیا کیا بنیادی اقدامات اٹھائے؟

(ب) حکومت نے مذکورہ عرصہ کے دوران ضلع ملتان میں کتنے فنڈز فراہم کئے اور وہ کن کن مدات میں خرچ کئے گئے؟

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران ضلع میں دستکاری سکھانے کے لئے خواتین کو کتنی سلائی مشینیں فراہم کی گئیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع ملتان میں محکمہ سوشل ویلفیئر وومن ڈویلپمنٹ اینڈ بیت المال ملتان کے تحت درج ذیل ادارہ جات خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل مع استفادہ کنندگان کی تعداد درج ذیل ہے:-

| سال | دارالامان | دارالفلاح | صنعت زار | ہاسٹل فارورکنگ وومن | ٹوٹل |
|---|---|---|---|---|---|
| 2008-09 | 174 | 1152 | 147 | 64 | 1537 |
| 2009-10 | 268 | 1172 | 147 | 45 | 1632 |
| 2010-11 | 311 | 71 | 174 | 47 | 603 |
| 2011-12 | 1164 | 149 | 171 | 43 | 1527 |

(ب) ضلع ملتان میں حکومت کی طرف سے دیئے گئے فنڈز اور جن مدات میں خرچ کئے گئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

| سال | دارالامان | دارالفلاح | صنعت زار | ہاسٹل فارورکنگ وومن | ٹوٹل |
|---|---|---|---|---|---|
| 2008-09 | 2,635,000/-روپے | 2,581,200/-روپے | 3,567,900/-روپے | 1,173,100/-روپے | 9,957,200/-روپے |
| 2009-10 | 2,838,120/-روپے | 2,212,000/-روپے | 3,737,065/-روپے | 1,317,095/-روپے | 10,104,280/-روپے |
| 2010–11 | 3,414,180/-روپے | 4,817,281/-روپے | 4,845,340/-روپے | 1,800,360/-روپے | 14,877,161/-روپے |
| 2011–12 | 3,689,000/-روپے | 5,249,000/-روپے | 495,000/-روپے | 1,800,000/-روپے | 1,563,000/-روپے |

مذکورہ عرصہ کے لئے رقم ملازمین کی تنخواہوں اور خدمات کے عوض فراہم کی گئی۔

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران خواتین کو ضلع میں کوئی دستکاری مشین فراہم نہ کی گئی ہے۔

## ضلع ملتان: رجسٹرڈ این جی اوز کی طرف سے اٹھائے گئے اقدامات و دیگر تفصیلات

*10313: **ملک محمد عامر ڈوگر:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ملتان میں محکمہ کے تحت کتنی رجسٹرڈ این جی اوز کام کر رہی ہیں؟

(ب) یہ این جی اوز کس کس فیلڈ میں کام کر رہی ہیں، ان این جی اوز نے 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران کتنی خواتین کی فلاح کے لئے کیا کیا کام کئے، این جی اوز وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) ان این جی اوز میں سے محکمہ نے کس کس این جی اوز کو کتنی مالی امداد فراہم کی اور جن این جی اوز کو مالی امداد فراہم نہیں کی گئی اسکی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

**وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):**

(الف) ضلع ملتان میں رجسٹرڈ این جی اوز کی تعداد 255 ہے۔

(ب) یہ این جی اوز وومن ویلفیئر، یوتھ ویلفیئر، چائلڈ ویلفیئر، ایجوکیشن، ہیلتھ، اویئرنیس (آگاہی) کی فیلڈز میں کام کر رہی ہیں ان میں 117 این جی اوز خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے کام کر رہی ہیں چونکہ زیادہ تر این جی اوز خواتین کے حقوق کی آگاہی وغیرہ کا کام کرتی ہیں لہذا این جی اوز وار فلاح و بہبود کے کام کی تفصیل دینا ممکن نہ ہے۔تاہم ان این جی اوز کے مختلف پروگراموں سال 10-2009 اور 11-2010 کے دوران کل 55395 خواتین نے شرکت کی۔

(ج) محکمہ ان این جی اوز کو براہ راست کوئی مالی امداد فراہم نہ کرتا ہے۔تاہم پنجاب سوشل سروسز بورڈ جو کہ خود مختار ادارہ ہے اس نے محکمہ کے توسط سے جو امداد فراہم کی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

| | | |
|---|---|---|
| -1 | ہادی ویلفیئر سوسائٹی ملتان | -/20,000 روپے |
| -2 | خان ویلفیئر سروس ملتان | -/30,000 روپے |
| -3 | پاکستان یوتھ لیگ ملتان | -/25,000 روپے |
| -4 | ذکریا ویلفیئر ڈویلپمنٹ ایسوسی ایشن ملتان | -/30,000 روپے |
| -5 | دیہی ترقیاتی پراجیکٹ مٹوٹلی، شجاع آباد ملتان | -/25,000 روپے |
| -6 | جذبہ وومن اینڈ چلڈرن ویلفیئر سوسائٹی ملتان | -/25,000 روپے |

جو این جی اوز گرانٹ فراہم کرنے والے اداروں کی طرف سے متعین کردہ طریق کار کو پورا نہیں کر پاتیں ان کے کیس مسترد کر دیئے جاتے ہیں۔

## ضلع قصور: خواتین کی بہبود کے اداروں کی تفصیلات

*10319: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں خواتین کی بہبود کے لئے محکمہ کے زیر کنٹرول کام کرنے والے ادارہ جات کی کل تعداد کتنی ہے؟

(ب) کیا خواتین کی ویلفیئر اور بے روزگاری کو کم کرنے کے لئے کوئی منصوبہ زیر غور ہے، ان کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع قصور میں محکمہ ہذا کے پاس خواتین کی بہبود کے لئے کام کرنے والے دو ادارہ جات ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1- ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم (صنعت زار) برائے خواتین

2- شیلٹر ہوم (دارالامان) برائے خواتین

(ب) ضلعی سطح پر ایسی کوئی نئی تجویز زیر غور نہ ہے۔تاہم ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم قصور اس مقصد کے لئے فعال کردار ادا کر رہا ہے۔

## ضلع قصور: بزرگ شہریوں اور بیوہ خواتین کو سہولیات فراہم کرنے کے لئے ادارہ جات قائم کرنے کی تفصیلات

*10320: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت ضلع قصور میں بزرگ شہریوں کو سہولیات فراہم کرنے کے لئے عافیت نام کا ادارہ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ ضلع میں بے روزگار بیوہ خواتین اور ان کے بچوں کے لئے بنیادی سہولیات فراہم کرنے کے لئے دارالفلاح نام کا کوئی ادارہ قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع قصور میں ایسی کوئی سکیم زیر غور نہ ہے۔

(ب) ضلع قصور میں ایسی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

جناب سپیکر: سینیٹ کے انتخابات کے حوالے سے اعلان ہے۔ تمام معزز ممبران کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ سینیٹ کی جنرل نشستوں کے لئے انتخاب پرسوں یعنی جمعتہ المبارک مورخہ 2۔مارچ 2012 کو ہو گا۔ پولنگ بلا کسی وقفے کے صبح 9 بجے سے شام چار بجے تک جاری رہے گی۔ پولنگ اسمبلی بلڈنگ کے کمیٹی روم B میں ہو گی۔ الیکشن میں ووٹ ڈالنے کے لئے اسمبلی سیکرٹریٹ سے جاری کردہ شناختی کارڈ لازمی ہے لہذا تمام معزز ممبران کے لئے گزارش ہے کہ وہ اسمبلی سیکرٹریٹ کی جانب سے جاری کردہ شناختی کارڈ ساتھ لائیں۔ اگر کسی معزز ممبر کے پاس کارڈ موجود نہیں ہے تو وہ فوری طور پر اسمبلی سیکرٹریٹ سے کارڈ جاری کروالیں۔ مزید یہ کہ پولنگ والے دن معزز ممبران کے علاوہ کسی بھی شخص بشمول وزراء کے ذاتی عملہ کے ممبر یا کسی مہمان کو اسمبلی میں داخلے کی ہرگز اجازت نہ ہو گی۔ پولنگ والے دن میری جانب سے آپ کے لئے دوپہر کے کھانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

**معزز ممبران حزب اختلاف:** کیا یہ کھانا صرف حکومت کے لئے ہے؟

**جناب سپیکر:** یہ سب کے لئے ہے مجھ سے ایسی بات نہ کیا کریں۔ جب میں House کے بارے میں بات کر رہا ہوں تو یہ گورنمنٹ یا اپوزیشن کی بات نہیں ہوتی بلکہ اس معزز House کی بات ہوتی ہے۔ جس دن پولنگ ہو گی اسمبلی کا اجلاس بھی جاری رہے گا۔ اعلان ختم ہوا۔

**شیخ علاؤالدین:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** پوائنٹ آف آرڈر پر حضرت صاحب آ گئے ہیں۔

**شیخ علاؤالدین:** شکریہ

## تحاریک استحقاق

**جناب سپیکر:** اب تحریک استحقاق کا وقت ہے۔ محترمہ زوبیہ رباب ملک کی تحریک ہے ان کی درخواست آج کی تاریخ کے لئے تھی۔ وہ تشریف فرما نہیں ہیں لہذا یہ next session تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق جاوید حسن گجر کی طرف سے ہے۔ اس تحریک کو بعد میں take up کرتے ہیں پہلے شیخ علاؤالدین صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر سن لیتے ہیں۔ جی، شیخ صاحب!

**شیخ علاؤالدین:** جناب سپیکر! میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ چھانگا مانگا کے جنگل میں اکثر آگ لگا دی جاتی ہے۔ حالات یہ ہیں کہ اب دو یا تین سال کی لکڑی بھی نظر نہیں آ رہی ہے۔ پچھلے دنوں ایک واقعہ ایسا ہوا کہ اللہ دتہ نامی ایک شخص جو وہاں ملازم تھا اُس کے گھر سے سو من لکڑی برآمد ہوئی۔ اُس کو suspend کیا گیا لیکن وہ دو دن کے اندر نہ صرف بحال ہوا بلکہ اس کو وہیں لگا دیا گیا۔ میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ ایک کمیٹی بنا دیں، میں پہلے بھی اس معاملے کو دو تین مرتبہ Floor پر اٹھا چکا ہوں۔

**جناب سپیکر:** اس کمیٹی میں، میں اور آپ ہیں۔ آپ میرے پاس آ جائیں ہم بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں۔

**شیخ علاؤالدین:** جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔ اس کے لئے صرف دو دن کا ٹائم دیں۔ چونکہ آپ بہت مصروف ہیں آپ کمیٹی بنا دیں۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ چھانگا مانگا کو تباہ کیسے کیا گیا ہے۔ وہاں نہ صرف میرا اور آپ کا حلقہ ملتا ہے بلکہ یہ ایک قومی ورثا تھا جو تباہ ہو گیا ہے۔ اس کے لئے کمیٹی بنا دیں۔

**جناب سپیکر:** آپ کی بڑی مہربانی، تشریف رکھیں۔ جی، جاوید حسن گجر!

## ایم ایس شیخ زید میڈیکل کالج وہسپتال رحیم یار خان کا معزز ممبر سے ناروا سلوک

**جناب جاوید حسن گجر:** جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں سخت بیمار تھا اور میرے ساتھ میرا قریبی مریض بھی تھا۔ میں اپنا اور اپنے مریض کا چیک اپ کرانے شیخ زید میڈیکل کالج وہسپتال رحیم یار خان میں ایم ایس ڈاکٹر (کیپٹن) مشتاق کے پاس گیا جنہوں نے مجھے ڈاکٹر عرفان احمد کے پاس refer کر دیا۔ جب میں ڈاکٹر الیاس اور اپنے مریض کے ہمراہ ڈاکٹر عرفان کے پاس پہنچا تو اس نے مجھے دیکھتے ہی کرسی پر بیٹھنے کا موقع ہی نہ دیا اور نہایت بدتمیزی، بداخلاقی اور غصے سے مخاطب ہوتے ہوئے ڈاکٹر الیاس سے کہا کہ اِن کو دوسرے کمرے میں لے جاؤ۔ جس پر میں نے بہت تحمل اور ڈاکٹر عرفان کی عزت رکھتے ہوئے اپنے مریض کو ساتھ لیا اور دوسرے کمرے میں گیا جو کہ تالا بند تھا۔ تالا کھولا گیا تو وہاں "ہو" کا عالم تھا۔ کمرے میں بے شمار مٹی اور جالے لگے ہوئے تھے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے یہ کمرہ دو ماہ سے مقفل ہے۔ وہاں ہماری سانس بند ہو رہی تھیں جس پر میں وہاں سے فوراً نکلا اور اپنے مریض کے ہمراہ گھر واپس آ گیا۔ یاد رہے کہ یہ ڈاکٹر مشتاق کی مجھے کسی دوسرے کے پاس بھیجنے کی پہلی حرکت نہیں تھی بلکہ وہ متعدد مرتبہ میرے ساتھ ایسا ناروا سلوک کر چکا ہے لہذا میں گاڑی میں بیٹھا اور گھر چلا گیا اور ڈاکٹر الیاس کو کہہ دیا کہ ایم ایس کو بتا دینا۔ بعد ازاں میں نے 26,27۔نومبر 2011 تک ایم ایس اور پرنسپل کے response کا انتظار کیا۔ پھر میں نے میڈیکل کالج کے پرنسپل کو بذریعہ درخواست اس معاملہ کی شکایت کی کہ وہ اس معاملے کو حل کرے لیکن میڈیکل کالج کے پرنسپل ڈاکٹر سعید احمد کے کان پر جوں تک نہ رینگی اور میری بات سنی ان سنی کر دی۔ اس کے بعد بھی معاملہ کو رفع دفع کرنے کے لئے بذریعہ ایس ایم ایس میڈیکل کالج کے پرنسپل کو یادداشت بھجوائی۔ نتیجتاً ایک ہفتہ بعد ٹیلی فون پر پرنسپل نے مجھے دھمکایا کہ اگر آپ نے راست اقدام اٹھایا تو بہت لاشیں اٹھیں گی۔ میں اس استحقاق کا قانونی حق رکھتا ہوں جو آئین پاکستان نے مجھے دیا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

**جناب سپیکر:** جی، رانا ثناء اللہ صاحب!

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! اس تحریک کو Privileges Committee کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب سپیکر:اس تحریک استحقاق کوPrivileges Committeeکے سپرد کیا جاتا ہے۔
جناب جاوید حسن گجر:بہت شکریہ

## تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر:اب تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔یہ تحریک التوائے کار نمبر256/11رانا تنویر احمد ناصر کی ہے۔وہ میٹنگ میں گئے ہیں لہذااس کو کل تک کے لئےpendingکیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر262/12شیخ علاؤالدین کی ہے۔

شیخ علاؤالدین:شکریہ

جناب سپیکر:اب سانس تو آپ لینے نہیں دیں گے نہ آپ سانس لیں گے اور نہ مجھے لینے دیں گے۔مجھے لگتا ایسے ہی ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!یہ تو تیس سال پرانی کہانی ہے۔

جناب سپیکر:وہ پرانی کہانی تو یہاں آ ہی نہیں سکتی،یہ آپ پڑھیں تو سہی۔

### ڈاکٹروں کو دوسرے ممالک میں ملازمت کے لئے این او سی جاری کرنے سے سرکاری ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کی کمی کا سامنا

شیخ علاؤالدین:میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کردی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ 400مزید ڈاکٹروں کو سعودی عرب ملازمت کے لئےNOCجاری کر دیئے گئے ہیں۔قوم کا حقیقتاً اوسطاً ایک ڈاکٹر پر30 لاکھ روپیہ خرچ آرہا ہے۔ملک میں عمومی اور پنجاب میں خصوصی طور پر ڈاکٹروں کی شدید قلت ہوتی جا رہی ہے۔اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ستمبر 2011 میں میڈیکل میں داخلہ ٹیسٹ کے لئے لاہور کے دو سنٹروں میں 3146 لڑکے اور 6973 لڑکیاں شامل ہوئیں۔لڑکوں کے لئے ایم بی بی ایس کے داخلے کے لئے یہ تعداد الارم کی وہ گھنٹی ہے جو اوپن میرٹ پالیسی کی وجہ سے قوم پر 1996 سے مسلسل بج رہی ہے اور کوئی پرسان حال نہ ہے۔ہر سال ڈاکٹروں کے مختلف ممالک کے علاوہ

خلیجی ممالک کے لئے بلاسوچے سمجھے این او سی جاری کئے جا رہے ہیں۔ان میں پوسٹ گریجویٹ، سینئر رجسٹرار، کنسلٹنٹ اور پروفیسر بھی شامل ہیں۔ پنجاب میں ڈاکٹروں کی کمی کو پورا کرنے کے لئے چین، کرغزستان، ازبکستان اور نا معلوم کہاں کہاں سے ڈاکٹروں کو لے کر کام چلایا جا رہا ہے اور اپنے ڈاکٹر غیروں کی خدمات کرنے میں فخر محسوس کر رہے ہیں۔آج سرکاری ہسپتال میں کہیں پر بھی کوئی مثالی صورت نہ ہے۔ پچھلے کئی سالوں سے لڑکیوں کی ایم بی بی ایس میں گریجویشن کی تعداد زیادہ ہونے اور ان میں سے بیشتر کے شادی کے بعد کام نہ کرنے کی وجہ سے جو خلاء پیدا ہو چکا ہے اگر تعلیمی سال 2012-13 سے بھی اس کا کچھ تدارک کیا جائے تو اگلے دس سالوں میں بھی یہ خلاء شاید پورا نہ ہو سکے گا۔ ہر گزرنے والے سال کے ساتھ یہ انتہائی اہم عوامی مسئلہ بد سے بدتر کی طرف بڑھ رہا ہے۔ محرک یہاں پر معزز ایوان کے سامنے Pakistan Medical Association کا ایک بیان جو مریضوں کے زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف ہے کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہے۔ جس میں انہوں نے وزیراعلیٰ پنجاب سے انسداد عطائیت کا سختی سے خاتمے کا مطالبہ کیا ہے۔ کیاP.M.A کے ارباب اختیار نے اپنی ڈاکٹرز کمیونٹی کو کبھی کہا کہ جس قوم نے آپ کے ڈاکٹر بننے پر 30 لاکھ لگائے، عزت دی اس قوم کے لئے کم از کم پانچ یا سات سال معقول معاوضے کے عوض تو کام کر لیں لیکن P.M.A کو کبھی ایسی توفیق ہوئی اور نہ ہو گی۔ کیاP.M.A نے کبھی خواتین ڈاکٹرز کو دیہی علاقوں میں ڈیوٹی کرنے کے لئے کہا؟ کبھی نہیں، کبھی نہیں۔ جس کی وجہ سے آج حالات یہ ہیں کہ کسی عورت کے پوسٹ مارٹم کے لئے بھی کئی کئی دن لیڈی ڈاکٹر کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ کاش لیڈی ڈاکٹروں کی تعداد بڑھنے سے خواتین کو فائدہ ہو جاتا لیکن ایسا نہ ہو سکا لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! اس کا جواب موصول ہو گیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا لہذا اس next week تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار next week تک pending کی جاتی ہے۔ شیخ صاحب! اگلی تحریک التوائے کار نمبر 264/11 بھی آپ کی ہے۔

## پرائیویٹ ہاؤسنگ سوسائٹیز کی جانب سے پلاٹوں کی رجسٹریشن میں

## جعلی اشٹام پیپرز کے استعمال سے حکومت کو ماہوار کروڑوں روپے کا نقصان

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ تمام تر حکومتی دعوؤں کے باوجود جعلی Stamp Papers کی فروخت کو ختم نہ کیا جا سکا ہے۔ اربوں روپے کے جعلی اشٹام پیپر ہر سال چھاپے جا رہے ہیں اور منظم گروہ اس کی فروخت سے حکومتی خزانے کو ناقابل تلافی نقصان مسلسل پہنچا رہے ہیں۔ صورتحال یہ ہے کہ لاہور کی کچھ پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیمز جن میں واپڈا ٹاؤن، ویلنشیا ٹاؤن، نشیمن اقبال، ایئرایونیو، PIA, NFC وغیرہ کی بے شمار رجسٹریاں جعلی Stamp Papers پر کر دی گئی ہیں۔ یہ تمام Stamp Papers اشٹام فروش حضرات جن میں ایک حسنین صاحب بھی ہیں نے فروخت کئے ہیں لیکن حیران کن امر یہ ہے کہ ان تمام Stamp Papers پر رجسٹری کی تمام قانونی کارروائیاں کیسے پوری کر دی گئیں۔ متاثرین کے لئے پریشانی کی صرف ایک مثال اس طرح ہے کہ واپڈا ٹاؤن کے رہائشیوں کو واپڈا ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ کے ایڈمن آفیسر کی طرف سے نوٹس دیئے گئے ہیں کہ فوری طور پر جعلی اشٹام کی مالیت کے برابر رقم جو فی پلاٹ اوسطاً 80ہزار سے ایک لاکھ روپے بن رہی ہے جمع کروائی جائے۔ ایسا نہ کرنے کی صورت میں پلاٹ کی ملکیت منسوخ کر دی جائے گی۔ محرک یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ اگر Capital Value Tax کی جمع شدہ رقم کو اشٹام کی فروخت کی رقم سے monthly basis پر reconcile کیا جائے تو ہر ماہ کا net difference بتا دے گا کہ معاملہ کیا ہے۔ محرک نے پہلے بھی یہ بات ایوان میں پیش کی تھی کہ Stamp Papers کی فروخت صرف اور صرف بنک پے آرڈر کے ذریعے کی جائے تو یہ اہم عوامی مسئلہ نہ صرف حل ہو جاتا بلکہ ایسا کرنے سے حکومت کو کروڑوں روپے کا ماہوار فائدہ بھی ہوتا۔ یہ اہم معاملہ جس سے نہ صرف حکومت کو اربوں روپے سالانہ نقصان ہو رہا ہے اور دوسری طرف بے شمار لوگ جعلی اور سابقہ تاریخوں کے Stamp Papers کی دستیابی کی وجہ سے unending litigation کا شکار ہو رہے ہیں۔ حیران کن امر یہ ہے کہ اس اہم معاملے کا علاج صرف بنک پے آرڈر کے ذریعے Stamp Papers کی فروخت پر عمل کرنے میں کیا امر معنی ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):** جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 264 ہے اور اس کا جواب ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے اس طرح سے ہے کہ Private Housing Societies Development Authorities پر بذریعہ فنانس ایکٹ 2008 سٹیمپ ڈیوٹی عائد کی گئی ہے۔ تمام Private Housing Societies پلاٹوں کی ٹرانسفر خود کرتی ہیں۔ تاہم الاٹی حضرات کی طرف سے 2 فیصد کے حساب سے سٹیمپ ڈیوٹی کی مد میں رقم بذریعہ چالان نیشنل بنک/اسٹیٹ بنک آف پاکستان میں جمع کروائی جاتی ہے۔

(اذانِ ظہر)

**جناب سپیکر:** جی، وزیر قانون!

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):** جناب سپیکر! اور چالان فارم پر دفتر خزانہ سے اتنی ہی مالیت کے اشٹام پیپرز نکلوا کر متعلقہ سوسائٹی کے دفتر میں جمع کروا دیئے جاتے ہیں جو کہ متعلقہ الاٹی کی ٹرانسفر فائل کے ساتھ منسلک کر دیئے جاتے ہیں اس لئے ان Private Housing Societies میں پلاٹوں کی خرید وفروخت کے لئے رجسٹریشن آفس میں رجسٹری نہ ہوتی ہے۔ Housing Societies کے ریکارڈ کی چیکنگ کے دوران یہ پایا گیا کہ لاہور میں واقع متعدد Private Housing Societies کے دفاتر میں جو اشٹام استعمال کئے گئے تھے وہ دفتر خزانہ لاہور سے جاری نہیں ہوئے تھے۔ اس سلسلے میں دفتر خزانہ نے رپورٹ کیا کہ ان کے ریکارڈ کے مطابق یہ اشٹام traceable نہ ہیں لہذا بورڈ آف ریونیو کے حکم کے پر Additional District Collector لاہور نے تین رکنی کمیٹی تشکیل دی جو کہ سب رجسٹرار، داتا گنج بخش ٹاؤن لاہور نائب خزانہ آفیسر ز لاہور اور انسپکٹر آف سٹیمپس بورڈ آف ریونیو پنجاب پر مشتمل ہے جو کہ معاملہ کی چھان بین کر کے اپنی سفارشات ڈسٹرکٹ رجسٹرار کو پیش کرے گی۔ اس سلسلے میں تھانہ لوئر مال میں 19 مقدمات درج کئے گئے ہیں اور متعلقہ ادارے اپنا کام قانون کے مطابق جاری رکھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے یہ observe کیا ہے کہ اس میں انہوں نے ایک تو یہ detail نہیں بتائی کہ اس ریکارڈ کی کب چیکنگ ہوئی تھی اور جن Societies کے ریکارڈ میں یہ پایا گیا کہ وہاں پر جعلی اشٹام پیپرز استعمال ہوئے ہیں۔ ان کے خلاف رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹی نے کیا اقدام کیا، یہ جو کمیٹی بنی ہے اس کمیٹی کو بنے ہوئے کتنا عرصہ ہوا، اس پر ابھی تک اپنی رپورٹ پیش کی ہے یا نہیں کی اور ان 19 مقدمات کا کیا ہوا؟ اس سلسلے میں، میں یہ چاہوں گا کہ آپ اس کو next week تک

pending فرمادیں۔ Monday یا Tuesday کو میں متعلقہ رجسٹرار کو آپریٹو سوسائٹی اور متعلقہ کمیٹی کے ممبران کو بلا کر ان سے میٹنگ کروں گا کہ یہ جو 19 مقدمات بتا رہے ہیں کہ یہ درج ہوئے ہیں، اس کے بعد ان کا کچھ نہیں بتایا گیا کہ بعد میں ان کا ہوا کیا ہے؟ یہ سارا ریکارڈ چیک کر کے اس پر مزید کچھ فیصلہ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، تحریک التوائے کار نمبر 264/11 کو next week کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ صاحب سے بھی میں گزارش کروں گا کہ وہ اس سلسلے میں اس میٹنگ کو join کریں اور ان کے پاس جو information ہیں وہ ساری فراہم کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کا اور لاء منسٹر صاحب کا شکر گزار ہوں لیکن میں صرف ایک بات add کرنا چاہتا ہوں کہ 2009 میں بھی آپ نے اور لاء منسٹر صاحب نے بھی مہربانی کی تھی۔ اس وقت بھی یہ کہا گیا تھا اور بورڈ آف ریونیو کے لوگوں کو بلایا گیا تھا۔ آپ بھی سمجھتے ہیں کہ یہ جعلی اشٹام پیپرز قوم کے لئے کتنا بڑا عذاب ہیں، جعلی اشٹام پر یتیم اور بیوائیں رل جاتی ہیں۔ آج بھی آپ 1896 کا جعلی اشٹام پیپر لے سکتے ہیں اور یہ جو کچھ ہو رہا ہے تو صرف ایک منٹ کا کام ہے کہ اس کو پے آرڈر سے منسلک کر دیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آپ کی suggestion بھی سن لی، تحریک التوائے کار نمبر 265/11 بھی آپ کی ہے۔

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 265/12 بھی آپ ہی کی ہے۔

## لاہور میں فوڈ سٹریٹ کے قیام سے طبقاتی کشمکش میں اضافہ

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آج عوام جس مہنگائی، بے روزگاری اور لوڈشیڈنگ کا سامنا کر رہے ہیں کے ہوتے ہوئے لاہور میں ایک اور فوڈ سٹریٹ کا قیام عمل میں آگیا ہے یہ فوڈ سٹریٹ لاہور کے Red Light Area یا Fort Road پر زر کثیر خرچ کر کے بنائی گئی ہے اور اس کو لاہور کی ثقافت کا نام دیا گیا ہے جہاں پر روائتی کھانے اور گانے

بچانے کے تمام لوازمات مہیا کئے گئے ہیں اس عظیم کارنامے کا ذکر پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر اس طرح کیا گیا کہ جیسے ہم نے ایک بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔آج ایک عام آدمی جس کی تنخواہ 10ہزار روپے اوسطاً ہو اور کم از کم دو بچے بھی ہوں کیا اس فوڈ سٹریٹ میں اپنی جائز آمدنی سے ایک سال میں بھی ایک وقت بچوں کے ساتھ کھانا کھا سکتا ہے۔پھر عوام کو ان کی محرومیوں کا احساس دلانے کے لئے آخر وہ کون سے خفیہ ہاتھ ہیں جو طبقاتی کشمکش اور نفرت پھیلانا چاہتے ہیں۔حقیقتاً لاہور پہلے ہی مختلف کلاسز میں بٹ چکا ہے۔ڈیفنس، ماڈل ٹاؤن، گلبرگ اور مین کینٹ کا لاہور اور ہے اور اندرون شہر، مزنگ، شاد باغ، دھرم پورہ اور وسن پورہ کا لاہور اور ہے۔اور وہ لاہور جس کے ہر محلے میں مل جل کر روزانہ گھر میں پکا کھانا exchange ہوتا تھا کہیں تاریخ کی گرد میں گم ہو چکا ہے۔ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ within Lahore معیار زندگی اور اشیاء خورد و نوش کی قیمتوں کو کسی حد تک balance میں رکھا جاتا لیکن آج تک اس پر شروعات بھی نہ ہو سکی ہیں۔ایک طبقے کا -/1500روپے کلو بھیڈو کا گوشت کھانا اور ہر وقت کھانا اور دوسری طرف ایک عام آدمی اب شاید بکرے کا گوشت عید پر ہی کھا سکتا ہے۔یہ فوڈ سٹریٹز لوگوں کی food habits کی تباہی کا باعث بن چکی ہیں۔ذرا غور کیجئے کہ آج لاہور میں تقریباً تمام ہی جگہوں پر 24 گھنٹے کھانا ٹکاٹک اور گھٹا گھٹ میسر ہے لیکن کیا ایوان کا ہر معزز ممبر ایک Guardian کی حیثیت سے سوچ سکتا ہے کہ عوام کو یہ food streets اور food habits صحت کی تباہی کے ساتھ ساتھ مالی زیر باریوں کا باعث بن چکی ہیں۔بڑھتے ہوئے Heart Attacks، معدے کی تکالیف اور بے شمار ایسی تکالیف جو کم سونے، مرغن کھانا کھانے سے پیدا ہو چکی ہیں کا سد باب کرنا پہلی حکومتی ذمہ داری ہونا چاہئے تھا لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایک ایسی ثقافت جس کا لاہور سے کوئی تعلق سوائے سکھ دور حکومت کے کہیں نہیں ملتا۔آج اس پر فخر کیا جا رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

**جناب سپیکر:** کسی بات کو تو چھوڑ دیں۔کھانے پر بھی آپ اس طرح کی باتیں کرتے ہیں۔

**شیخ علاؤالدین:** جناب والا! میری بات سنیں چوبیس گھنٹے کھانا لاہور میں ملتا ہے اور رات ایک بجے کے بعد نصف قیمت پر ملتا ہے۔لوگوں کی food habits تباہ کر دی گئی ہیں۔

**جناب سپیکر:** میں ابھی پوچھ لیتا ہوں اگر اس کا put question کر دیا گیا تو میرے خیال میں یہ بات آپ کے لئے فائدہ مند نہیں رہے گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اگر فرض کریں معزز ممبران اس کو نہیں مانتے تو مجھے خوشی ہو گی میں نے اپنا کام کر دیا ہے، تاریخ ہمیں معاف نہیں کرے گی۔ جو کچھ ہو رہا ہے آپ وہ بھی تو دیکھیں، -/1500 روپے کلو کا گوشت کھانے کے بعد لوگ کہتے ہیں کہ میں موٹا ہو رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ وزیر قانون صاحب! اس کا کوئی جواب آپ کے پاس ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بشمول اس تحریک کے باقی تحریکوں کے بھی نوٹس ابھی موصول ہوئے ہیں اس لئے ان کے جواب موصول نہیں ہوئے۔ ان تمام تحاریک کو اگر آپ اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرمادیں تو پھر ان کے جواب موصول ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: اس تحریک کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ شیخ علاؤالدین صاحب تحریک التوائے کار نمبر 12/266 بھی آپ کی ہے۔

## مری روڈ راولپنڈی کی انتہائی قیمتی سرکاری اراضی کی غیر قانونی الاٹمنٹ

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ راولپنڈی شہر کی انتہائی قیمتی کمرشل علاقے مری روڈ پر اربوں روپے کی سرکاری اراضی غیر قانونی طور پر الاٹ کر دی گئی ہے۔ 99-1998 میں جبکہ مری روڈ زیر تعمیر تھی تو شمس آباد کے علاقہ میں پنجاب حکومت نے مری روڈ کے متاثرین کو متبادل اراضی دینے کی ہدایت کی جس پر محکمہ C&W نے محکمہ زراعت کی مین مری روڈ پر انتہائی قیمتی 6 کنال زمین پہلے اپنے نام کروائی اور پھر جعلی متاثرین کو الاٹ کر دی۔ بیشتر ایسے لوگ بھی جن کا کوئی claim ہی سرے سے نہ تھا لیکن انہوں نے بھی وہاں قبضہ کر کے پلازے اور شوروم بنا لئے۔ قانون کے تحت کسی صورت بورڈ آف ریونیو Section 4 کی کارروائی کے نتیجہ میں acquire کے بدلے میں acquire کی ہوئی زمین کے عوض کوئی زمین نہیں دے سکتا۔ محرک پوری ذمہ داری سے معزز ایوان کے سامنے مع ثبوت ثابت کر سکتا ہے کہ ایسا قانوناً ناممکن ہے اور تھا لیکن آخر وہ کون سے خفیہ جناتی ہاتھ تھے جنہوں نے ناممکن کو ممکن بنا دیا لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب بھی ابھی نہیں آیا ہو گا؟

**پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):** جناب والا! میری یہ گزارش ہوگی کہ اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

**جناب سپیکر:** اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 267/12 بھی آپ ہی کی ہے۔

## صوبوں میں بجلی اور گیس کی تقسیم کے لئے بنائی گئی کمیٹی کے فیصلے سے پنجاب کو پریشانی کا سامنا

**شیخ علاؤالدین:** میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ وفاقی حکومت نے جو کمیٹی سیکرٹری پانی و بجلی امتیاز قاضی کی سربراہی میں صوبوں کے درمیان بجلی کی تقسیم کے لئے بنائی تھی نے جو مجوزہ ترامیم 2002 کی حکومتی پالیسی میں فوری تبدیلی کرنے کے لئے منظور کی ہیں اور جس کی بنیاد یہ ہے کہ جو صوبہ بجلی پیدا کرتا ہے اس کو بجلی کے استعمال پر (Priority Right) ہوگا۔ عام الفاظ میں پنجاب جو 30 فیصد بجلی پیدا کرتا ہے لیکن 60 فیصد استعمال کرتا ہے سب سے زیادہ متاثر ہوگا۔ ترمیم کے مطابق جہاں بجلی گھر قائم ہیں اس صوبہ اور علاقہ کو بجلی کی فراہمی ترجیحی بنیادوں پر کی جائے گی۔ مقام افسوس ہے کہ کمیٹی میں پنجاب کے نمائندے نے اس ترمیم کی مخالفت نہیں کی۔ اٹھارہویں آئینی ترمیم کے تحت گیس پیدا کرنے والے صوبے کو استعمال کے لئے Priority Right ملنے کی وجہ سے پنجاب میں گیس کا شدید بحران ہے اور حقیقتاً پنجاب کی انڈسٹری کو بدترین حالات کا سامنا ہے جس کے نتیجے میں سینکڑوں کارخانے بند ہو گئے ہیں اور لاکھوں افراد بے روزگار ہو چکے ہیں۔ محرک یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ اٹھارہویں ترمیم میں پنجاب نے اپنا حق گیس کے استعمال پر کیوں فراموش کیا؟ خدانخواستہ ایسی ہی صورتحال بجلی کی دستیابی میں بھی ہونے جارہی ہے جو پنجاب بھر کے لئے لمحہ فکریہ ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

**پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):** جناب والا! میری یہ گزارش ہوگی کہ اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

**جناب سپیکر:** اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

**جناب محمد محسن خان لغاری:** پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، پہلے مجھے یہ تحاریک پیش کرنے دیں ان کا ٹائم ختم ہو رہا ہے۔

## پیدائش اور اموات کے اندراج میں محکمہ صحت کی بے جا مداخلت سے عوام کو پریشانی کا سامنا

جناب ضیاء اللہ شاہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 مورخہ 14۔اگست 2001 کو نافذ ہوا تھا۔ اس آرڈیننس کے شیڈول ششم کے رول 82 کے تحت یونین ایڈمنسٹریشن کو اپنے اپنے مقامی علاقوں میں پیدائش و اموات کی رجسٹریشن کے مکمل اختیارات تفویض ہوئے ہیں۔ اسی طرح پیدائش و اموات کے تاخیر سے اندراج کے متعلق بھی اسی آرڈیننس کے شیڈول ہشتم میں تاخیر اندراج کو جرم قرار دے دیا گیا ہے جس کا ذکر اس شیڈول کے نمبر شمار 40 پر تحریر ہے اور اس کی مصالحت فیس مبلغ -/500 روپے مقرر کرتے ہوئے سیکرٹری یونین ایڈمنسٹریشن کو بااختیار بنا دیا گیا ہے کہ مقررہ فیس کے وصول ہونے پر اندراج کی اجازت دے دے۔ پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 میں یہی چند ایسی provisions ہیں جن سے عوام کو اپنے ہی علاقے میں سہولیات دستیاب ہوئی ہیں لیکن بیوروکریسی کو پسند نہ آئیں۔

حکومت پنجاب کے محکمہ ہیلتھ نے پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کا مطالعہ کئے بغیر نوٹیفکیشن نمبری SO(H&D)8-3/2001 مورخہ 14۔ جولائی 2004 جاری کیا جس میں قیام پاکستان سے پہلے کی ایک میڈیکل مینوئل کا حوالہ دے کر اچھے بھلے پیدائش و اموات کی رجسٹریشن کے چالو سسٹم کو ناکارہ کرنے کی کوشش کی۔ یہ میڈیکل مینوئل سال 1925 میں جاری ہوئی تھی۔ محکمہ ہیلتھ نے دانستہ طور پر اس کے اجراء کا سال نہیں بتایا تاکہ ان کی نالائقی کا بھید چھپا رہے۔ یہ میڈیکل مینوئل اب کسی صورت میں بھی نافذ العمل نہ ہے لیکن مذکورہ بالا

نوٹیفکیشن جاری کرتے ہوئے حکومت پنجاب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے یہ سوچنا بھی گوارانہ کیا کہ اس میڈیکل مینوئل کا تعلق کس طرح سے پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے ساتھ ملایا جا سکتا ہے۔

مذکورہ بالا نوٹیفکیشن میں پیدائش و اموات کی تاخیر سے اندراج کے لئے متعلقہ فرد ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ہیلتھ) کو درخواست دے گا، وہ اپنی تسلی کے بعد یہ درخواست ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (مال) کو بھیجیں گے جو اس معاملہ میں انکوائری کے لئے تحصیلدار کے عہدہ کے ایک افسر سے انکوائری کرائیں گے۔انکوائری رپورٹ واپس آنے پر معاملہ ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ہیلتھ) کو ارسال ہو گا اور وہ اپنی حتمی سفارشات کے ساتھ کیس یونین ناظم کو بھیجیں گے اور یونین ناظم اپنا پورا نام، دستخط کے ساتھ اندراج کرائیں گے اور لال سیاہی سے کونے میں ریفرنس کا حوالہ بھی دیں گے۔ یہ ایک طویل اور پیچیدہ طریق کار ہے اور عوام الناس کو کئی دفتروں کے چکر لگانے پڑتے ہیں جس میں کئی کئی ماہ لگ جاتے ہیں۔ پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 ایک مکمل قانون ہے اور اس قانون کی مندرجہ ذیل شق ہائے کسی دوسرے قانون کو اپنے امور میں شامل کرنے یا مداخلت کی اجازت سے ممنوع قرار دیتا ہے۔

Punjab Local Government Ordinance 2001 Section 3: The provisions of this ordinance shall have effect notwithstanding anything contained in any other law for the time being enforced.

اسی طرح آرڈیننس ہذا کے سیکشن 196 سب سیکشن۔2 بھی ایسے کسی قانون کو چاہے وہ پہلے نافذ العمل تھا یا اب ہے، اس آرڈیننس کی provisions کے مطابق نہ ہو تو اسے تسلیم نہیں کیا جاتا۔ پنجاب میڈیکل مینوئل اور نوٹیفکیشن مورخہ 14۔جولائی 2004، آرڈیننس ہذا کی ہدایات کے منافی ہے۔ مذکورہ بالا حقائق سے ثابت ہوتا ہے کہ زیر بحث نوٹیفکیشن، پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 سے متصادم ہے لہذا مفاد عامہ میں اسے

فوری طور پر کالعدم قرار دیا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار pending till next week اگلی تحریک التوائے کار محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کی طرف سے ہے!

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر! وہ نماز پڑھنے گئی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ان کی تحریک التوائے کار بھی pending till next week کی جاتی ہے۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ پہلے بھی پوائنٹ آف آرڈر کے لئے درخواست کی تھی۔

جناب سپیکر: ابھی منظور نہیں ہو رہی۔ اس کے لئے بڑا short time ہے۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر! ایک منٹ کے لئے بات کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: .No, after this اگلی تحریک التوائے کار محترمہ آمنہ الفت صاحبہ، محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ اور سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا pending till next week اگلی تحریک التوائے کار نمبر 291 انجینئر شہزاد الٰہی صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں لہذا یہ بھی pending till next week اگلی تحریک التوائے کار محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ کیا fate ہونی چاہئے؟ اس کو بھی pending کیا جاتا ہے یہ سب pending till next week کی جاتی ہیں۔ ہوتیانہ صاحب کی بھی تحریک التوائے کار ہے سب کو pending till next week کر دیں۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا اب ہم عام بحث لیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: پوائنٹ آف آرڈر۔

## سرکاری کارروائی

### بحث

### بجٹ 13-2012 کے لئے ممبران سے بجٹ تجاویز لینے کی غرض سے پری بجٹ بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: پہلے میری بات سن لیں۔First listen to me، ہم نے prebudget پر بحث کے لئے چار دن رکھے تھے لیکن افسوس کہ پتا نہیں کیا الٹ پلٹ ہوتا رہا ہے۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آج اس پر ضرور بحث ہونی چاہئے ابھی میرے پاس پانچ نام ہیں جن میں احسان الحق نولاٹیا صاحب، میاں محمد شفیع آرائیں صاحب، شیخ علاؤالدین صاحب، میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن راناصاحب، میاں محمد رفیق صاحب، جی مزید نام بھی آئے ہیں رانامنور غوث صاحب، محمد نوید انجم صاحب، محمد محسن خان لغاری صاحب، مخدوم ارتضیٰ صاحب، پہلا نمبر نولاٹیاصاحب کا ہے۔ جی، پہلے محسن لغاری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں گے، اب وہ سینیٹ آف پاکستان کے candidate ہیں اس لئے ہمیں ذرا ان کا خیال کرنا چاہئے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جیسا کہ میرے سب بہنوں اور بھائیوں کے علم میں ہوگا کہ میں سینیٹ کے الیکشن میں ایک candidate کے طور پر کھڑا ہوں۔آج ایوان کے اندر ایک کاغذ تقسیم کیا گیا ہے جو کہ میرے خیال میں ووٹرز / ممبران کو confuse کرنے کے مترادف ہے۔میں اس میں سے آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں۔ جناب! آپ کی توجہ چاہئے ہوگی۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ایک تو یہ ہے کہ پنجاب اسمبلی کے اندر صرف general seats پر الیکشن ہو رہے ہیں لیکن ہمیں ہدایات کا جو کاغذ دیا گیا ہے اس میں لکھا ہے کہ بیلٹ پیپر پر آپ کو جنرل نشست اور ٹیکنوکریٹ بشمول علماء کی مخصوص نشستوں پر چناؤ کے لئے دو علیحدہ پیپر جاری کئے جائیں گے۔ہمارے ہاں یہاں پر ٹیکنوکریٹس کے الیکشن نہیں ہو رہے یہ confuse کرنے کے لئے لکھا گیا ہے، یہ ہدایات غلط ہیں، یہ ہدایات ووٹرز کو confuse کرنے کے لئے ہیں۔پھر اس کے بعد لکھا ہوا ہے کہ آپ دونوں بیلٹ پیپر حاصل کریں گے حالانکہ دونوں نہیں بلکہ پنجاب میں صرف ایک بیلٹ پیپر ہوگا۔ آپ دونوں بیلٹ پیپر پر علیحدہ علیحدہ نشان لگائیں گے پنجاب میں صرف general seats پر الیکشن ہو رہا ہے اس لئے یہاں دو علیحدہ علیحدہ نشان نہیں لگائے جائیں گے۔ یہ جان بوجھ کر ووٹرز کو confuse کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔آپ سے میری گزارش ہے کہ اس کی تصحیح کرائیں اور الیکشن کمیشن کو یہ چیز لکھ کر بھیجیں کیونکہ اس House کے Custodian آپ ہیں، ان سارے ووٹرز کا well being آپ کے پاس ہے۔آپ ان کو یہ لکھ کر بھیجیں کہ پنجاب اسمبلی میں جو ہدایات تقسیم کی گئی ہیں وہ ووٹرز کو

confuse کرنے کے لئے کی گئی ہیں اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ آپ ایک نمبر کے علاوہ کوئی اور نمبر لکھیں گے تو آپ کا ووٹ کینسل ہو گا۔ یہ بھی نہیں ہوتا آپ الیکشن کے rules میں اپنی ترجیحات ایک دو تین چار پانچ تمام لکھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے کتنی لکھنی ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرے لکھنے یا نہ لکھنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مہربانی کر کے بات کو seriously لیں، میرے لکھنے نہ لکھنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، یہ غلط ہدایات ہیں اور ووٹرز کو confuse کرنے کے لئے ہیں لہذا آپ سے استدعا ہے کہ آپ اس کا notice لیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: اس میں ممبران قومی اسمبلی ہیں، صوبائی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: پھر یہاں کیوں تقسیم کئے گئے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: میجر صاحب! قومی اسمبلی میں بھی ٹیکنوکریٹس کی سیٹیں ہو گئی ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: میں وہی کہہ رہا ہوں کہ یہ ہدایات ہمیں کیوں دی گئی ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: یہ confuse کرنے کے لئے دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی کریں۔ اب بحث ہونی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اس پر کیا کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: میں ان کو کہہ رہا ہوں اور یہ الیکشن کمیشن سے رابطہ کر رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں پریس کو بھی بتا رہا ہوں اور آپ کو بھی کہ prebudget پر بحث کے لئے میرے پاس نام آ چکے ہیں۔ آپ کو تو یہ پتا نہیں کہ House میں کیا کارروائی ہوئی ہے اور کیا نہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): مجھے ایک منٹ بات کرنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر: مجھے یہ شروع کروا لینے دیں۔ چودھری صاحب! میری بات سنیں۔ محترمہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں مجھے پہلے ان کی بات سننے دیں۔ اس کے بعد آپ کی بات سنوں گا۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: اس کے بعد تو کورم نہیں رہنا۔

جناب سپیکر: بڑے افسوس کی بات ہے۔جی، محترمہ! شرمین عبید چنائے

ڈاکٹر آمنہ بٹر:جناب سپیکر!ایک بہت اہم خبر ہے جس پر میں آپ کے توسط سے اس ایوان کے behalf پر اور تمام خواتین کے behalf پر شرمین عبید چنائے جن کو بہت بڑا آسکر ڈایوارڈ دیا گیا ہے کو مبارکباد دیتی ہوں۔پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ پاکستانی فلم ڈائریکٹر کو آسکر ایوارڈ ملا ہے۔ہم ان پر جتنا بھی فخر کریں کم ہے، یہ پاکستان کا ایک soft image پیش کیا جارہا ہے کہ یہاں پر صرف دہشت گردہی نہیں بلکہ یہاں پر خواتین empowered ہیں اور ایسی film makers ہیں جنہیں پوری دنیا میں سب سے best consider کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ۔۔۔

جناب سپیکر: کسی کو بات بھی سن لینے دیا کریں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب!کسی کو بات سننے دیا کریں۔ جی، محترمہ!

ڈاکٹر آمنہ بٹر:جناب سپیکر! میری آپ سے یہ بھی درخواست ہے کہ وہ خاتون رخسانہ جس پر اس کے خاوند نے acid throw کیا تھا اس کی کہانی اس فلم میں highlight کی گئی ہے۔اس خاتون کو بھی میں مبارکباد دیتی ہوں۔ ہمیں ایسی ہمت والی خواتین کی ضرورت ہے۔اتنے worst تشدد کے باوجود وہ اپنی کہانی کو سامنے لے کر آئی۔اس خاتون کا بیان ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو پلاسٹک سرجن بنانا چاہتی ہے۔ میری آپ کی وساطت سے پنجاب حکومت سے درخواست ہے کہ ہمیں رخسانہ بی بی جن کا تعلق مظفر گڑھ سے ہے کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئی مالی مدد کرنی چاہئے۔ وہ اپنے بیٹے کو تعلیم دلانا چاہتی ہیں اور ان کی خواہش ہے کہ وہ اسے پلاسٹک سرجن بنائے۔ ہمیں ان کی حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ ان کے بیٹے کی تعلیم کے لئے انتظامات کرنے چاہئیں۔ میں ایک دفعہ پھر تمام خواتین اور اس ایوان کی طرف سے شرمین عبید اور رخسانہ بی بی کو مبارک دیتی ہوں۔ میں اس پاکستانی نژاد پلاسٹک سرجن جو اپنے ذاتی خرچ پر پاکستان آکر ایسی خواتین کا علاج کرتے ہیں کو بھی مبارکباد دیتی ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: ہم سب ان کو مبارکباد دیتے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ابھی نہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بہت اہم بات کرنی چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات ضرور سنوں گا لیکن ابھی تشریف رکھیں۔آپ نے جو کام کیا ہے میں اس پر بڑا خوش ہوں۔ذرا تھوڑی دیر تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!کیا میں کوئی سیاست کر رہا ہوں؟یہاں عوام کے خون پسینے کی کمائی پر ریٹائرڈ بیوروکریٹس عیاشی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میں کب کہہ رہا ہوں کہ آپ سیاست کر رہے ہیں؟میں نے آپ کو دو دفعہ بلایا ہے۔ Prebudget بحث ہو رہی ہے اس لئے آپ ذرا ان کی بات پہلے سن لیں۔میں آپ کو بعد میں فلور دوں گا اور بات سنوں گا۔جی،نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!سب سے پہلے تو میں اس ایوان کو مبارکباد پیش کرتا کہ پاکستان میں سب سے پہلے صوبہ پنجاب نے Rules of Procedure میں amendment کر کے Prebudget discussion پر کارروائی کا آغاز کیا ہے جس پر میں پاکستان مسلم (ن)، پاکستان مسلم لیگ(ق)اور پیپلز پارٹی کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔بجٹ پیش کرنے سے پہلے ممبران اسمبلی سے feedback لینا کہ ہمارے آنے والے سالوں کے لئے عوام الناس اپنے نمائندوں کے ذریعے اسمبلی کو پیغام دیں کہ ہم اپنے بجٹ کو اس انداز میں دیکھنا چاہتے ہیں۔اس کے بعد میں Seventh National Finance Commission Award پر تمام پارلیمنٹ کو مبارکباد دیتا ہوں۔پاکستان کی پارلیمنٹ کے اندر تمام سیاسی پارٹیاں جن کی اسمبلیوں کے اندر نمائندگی موجود تھی وہ مضبوطی اور یکسوئی کے ساتھ National Financial Commission Award پر اکٹھی ہوئیں اور چھوٹے صوبوں کو زیادہ سے زیادہ حقوق دینے پر متفق ہو گئیں۔میں اس پر وفاقی حکومت کو خاص طور پر اور صوبائی حکومتوں کو عمومی طور پر مبارکباد دیتا ہوں۔پہلے مرکز کے پاس 58 فیصد وسائل ہوتے تھے اب اس کو ختم کر کے 57 فیصد سے زیادہ وسائل صوبوں کو دیئے گئے ہیں اور 42 فیصد وسائل مرکز استعمال کرے گا۔یہ سب اقدامات Provincial Autonomy کو ensure کرنے کے لئے اٹھائے گئے ہیں۔

جناب سپیکر!مجھے جس بات پر افسوس ہے میں اس کی طرف نشاندہی کروں گا۔آج پاکستان کا سب سے زیادہ خوشحال،سب سے بڑا اور سب سے زیادہ productive صوبہ پنجاب ہے۔ہم اپنے بجٹ کا 30 فیصد حصہ خود collect کرتے ہیں اور 70 فیصد حصہ ہمیں مرکز سے ملتا ہے۔میرا خیال ہے کہ اس کے اندر وسیع پیمانے پر بہتری کی گنجائش موجود ہے اور ہمیں اس کے لئے تگ و دو کرنی

چاہئے۔دوسرا پہلو میں جس کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ صوبہ پنجاب کے اندر جو tax collection ہوتی ہے اس میں میرے اندازے کے مطابق 80 فیصد lapses ہیں اور ہم 20 فیصد tax collect کر کے اس صوبے کو چلا رہے ہیں۔اس 80 فیصد ٹیکس چوری کی نشاندہی کے لئے میں تین چار مدات کا ذکر کروں گا۔

جناب سپیکر!اس بات کا کس کو علم نہیں کہ لاہور میں پانچ پانچ کروڑ روپے کی مالیت کے گھر کی ایک کروڑ یا پچاس لاکھ روپے کی مالیت کے حساب سے رجسٹری ہوتی ہے۔اسی طرح Stamp Paper Fee اور انتقال فیس کے اندر بھی چوری کی جاتی ہے۔اس بات کو کون نہیں جانتا کہ چھ چھ سال تک زرعی زمینوں کے انتقال ہو جاتے ہیں،بیچنے اور خریدنے والا انتقال کی فیس پٹواری،قانون گو یا محکمہ مال کو ادا کر دیتا ہے لیکن جب تک محکمہ آڈٹ نہیں کرتا اس وقت تک ہر ضلع کے اندر چالیس چالیس یا ایک ارب کے قریب pendency of recoveries پڑی رہتی ہیں۔جب کوئی آڈٹ کرنے جاتا ہے تو تین سال کے بعد وہ recovery اکٹھی کی جاتی ہے۔یہ اس صوبے کے غریب عوام کے پیسے کے ساتھ ایک بہت بڑا مذاق ہے۔اگر tax collection کو بہتر کر لیا جائے،اگر محکمہ ریونیو کو بہتر کر لیا جائے، محکمہ مال کی ان recoveries کے تعین میں rules کو مدنظر رکھا جائے اور ان pending recoveries کو recover کر لیا جائے تو صوبے کی معاشی حالت بہت بہتر ہو سکتی ہے۔اس وقت واسا کی recovery صرف لاہور کے اندر 70 کروڑ روپے سے زیادہ pending ہے۔باقی چار شہروں کا تذکرہ میں نہیں کرتا۔جب میں نے واسا حکام سے پوچھا کہ اتنی بڑی amount میں یہ recoveries کیوں pending پڑی ہوئی ہیں تو ایک آفیسر نے بڑے خوبصورت انداز میں کہا کہ پانچ فیصد لوگ وہ ہیں جو کہ واسا کی recovery نہیں دے سکتے اور 98 فیصد وہ لوگ ہیں کہ جن سے ہم recoveries نہیں لے سکتے۔جب تک صوبے کے اندر اس انداز سے یہ recoveries pending پڑی رہیں گی تو یقیناً صوبے کی financial health کو بہتر کرنے کے دعوے تو کئے جا سکتے ہیں لیکن صوبے کی financial health کو بہتر نہیں کیا جا سکتا۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسمبلی کے رولز آف پروسیجر کے اندر budget making process کے لئے amendment کی جانی چاہئے۔میں یہ بات تسلیم کرتا ہوں کہ صوبے کے اندر کسی law میں amendment کرنے کے لئے میں بھی کسی چیز کو move کر سکتا ہوں لیکن یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ جب تک حکمران طبقہ کسی rule کو amend کرنے کے لئے move نہیں کرتا تو اس وقت تک کوئی amendment منظور نہیں ہوتی۔اگر یہاں پر مجالس قائمہ

کوbudget process کے اندر ایک ذمہ داری دے دی جائے تو میرا خیال ہے کہ عوام الناس کی رائے کوbudget process کے اندر شامل کرنے کے لئے بہتر انداز سے تگ ودو کر لی جائے گی۔

جناب سپیکر! صوبے کے اندر bad governance سب سے بڑا مسئلہ ہے جو کہ tax collection کے اندر بہت زیادہ hurdles create کرتا ہے۔افسوسناک بات یہ ہے کہ جب تک صوبے کو rulesاور آئین کے مطابق نہ چلایا جائے، محکمہ جات کو rules, regulations and policy کے تحت نہ چلایا جائے تو کوئی tax recovery ہوتی ہے اور نہ ہی حکومت اور صوبے میں بہتری آتی ہے۔یہاں ہمارے وزیروں کے کام سیکرٹریوں سے لئے جا رہے ہیں اور کابینہ کا کام Association of Provincial Secretaries سے لیا جا رہا ہے۔مجالس قائمہ کا جو کام Houseکے اندر بیٹھے ہوئے عوام الناس کے منتخب نمائندوں کے ذریعے ہونا چاہئے وہ ہمارے خادم اعلیٰ task forces کے ذریعے کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔اس august House کے اندر rules کے مطابق ایک سینئر ممبر کو چیف وہپ کے طور پر کام کرنا چاہئے لیکن افسوسناک پہلو یہ ہے کہ ہمارے Houseمیں کوئی چیف وہپ نہیں ہے بلکہ وزیراعلیٰ کے پرنسپل سیکرٹری یہاں پر کورم پورا کرنے کے لئے دروازے پر کھڑے ہو کر ممبران کی تعداد کو ensureکرنے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں جو کہ اس Houseکی توہین ہے۔اے ڈی پی کی نگرانی کے لئے اضلاع کے اندر جتنے ممبران اسمبلی ہیں ان سے feedback لینے کی بجائے ہمارے خادم اعلیٰ ڈی سی او اور کمشنروں کے ذریعے feedback لے کرا ے ڈی پی کو prepareکرتے ہیں۔سیاسی جماعتوں کے پاس ایک setupہوتا ہے، وہ عوام الناس کے اندر موجود ہونے کی وجہ سے ان کے مسائل کی بہتر طور پر نشاندہی کر سکتے ہیں لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ملک کے اندر جتنی بھی سیاسی پارٹیاں ہیں انہوں نے سیاسی پارٹیوں اور political organizations کو مضبوط کرنے کے لئے وہ تگ ودو اور کوشش نہیں کی کہ جس کا وقت تقاضا کرتا ہے۔ان سیاسی پارٹیوں اورpolitical organizationsکے ذریعے عوام الناس کےfeedback آنے کی بہت زیادہ توقع ہے۔

جناب سپیکر! ایک اور بات کی طرف توجہ دلاؤں گا کہ جب تک ہمارے صوبے کے اندر legislation اچھے انداز سے نہیں کی جائے گی اُس وقت تک گورننس ٹھیک نہیں ہو گی اور گورننس ٹھیک کرنے کے لئے better recoveries کبھی نہیں آ سکیں گی۔میں صرف دو چیزوں کی طرف توجہ دلاؤں گا کہ ہمارے House کے اندر کیا قانون سازی کی جاتی ہے کہ یہاں پر لوکل گورنمنٹ

آرڈیننس پیش کیا گیا تو فرمایا گیا کہ ڈی سی او کی تقرری کے لئے بیسویں گریڈ کی شرط کو ختم کر دیا جائے گا۔ اب اس رول کے مطابق لاہور کے کسی چوکیدار کو آپ ڈی سی او مظفر گڑھ لگانا چاہئیں تو کوئی رول اور قانون آپ کے آڑے نہیں آئے گا۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس کوئی مثال ہے کہ کوئی چوکیدار ڈی سی او لگا ہو؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! لاہور کا ڈی سی او کس قانون کے مطابق لگا ہوا ہے؟ آپ نے اکیسویں گریڈ کی پوسٹ پر اٹھارہویں گریڈ کے بندے کو انیسویں گریڈ میں promote کر کے لگا دیا اور جب لوگ ہائیکورٹ میں گئے تو ہائیکورٹ کو جواب دینے کے لئے اور ایک فرد کو legitimate کرنے کے لئے آپ نے پورے House کو چار مہینوں کے لئے پھانسی پر لٹکائے رکھا کہ ایک بندہ جس کو آپ ڈی سی او لاہور رکھنا چاہتے ہیں اُس کے لئے ترمیم کر دی گئی۔ قانون سازی کے اندر ترمیم یہ ہوتی ہے کہ آپ بیسویں گریڈ کو انیسویں میں کر دیں، بیسویں گریڈ کو اکیسویں گریڈ میں کر دیں یا سترہویں گریڈ میں کر دیں۔ پوری قانون سازی کی تاریخ کے اندر یا پورے ترقی یافتہ ممالک کے اندر مجھے کہیں بتا دیں کہ کسی فرد کو پوسٹ کرنے کے لئے وزیراعلیٰ کے اختیار میں بیسویں گریڈ کی شرط کو ختم کر دیں، وہ دوسرے گریڈ کا لگا دیں، پانچویں گریڈ کا لگا دیں یا نویں گریڈ کا لگا دیں۔ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے اندر آپ نے یہاں سے جو ترمیم پاس کروائی ہے کوئی شرط نہیں ہے کہ ایک وزیراعلیٰ اگر اپنے ڈرائیور کو ڈی سی او لگا دیں تو کوئی قانون اس کے آگے رکاوٹ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اگر یہ گریڈ سترہ کی طرف جائیں گے تو پھر آپ کا کیا جواب ہو گا؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس کے لئے تو House کی sense لی جائے کہ گریڈ سترہ کا ہو، گریڈ اٹھارہ کا ہے یا گریڈ انیس کا ہو۔ اب یہ کہنا کہ اُس کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے کل کو آپ یہ کہیں کہ چیف سیکرٹری کے لئے گریڈ سترہ کا آفیسر لگا دیں گے یا آئی جی (پی) کے لئے گریڈ سترہ کا آفیسر لگا دیں گے تو اس House کی اس سے بڑی اور کیا توہین ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر! ہمارے قائد ایوان کی بہت زیادہ فراخدلی کا نتیجہ دوسری قانون سازی ہے جو بڑی قابل توجہ ہے۔ ایک پیڈا ایکٹ طے ہوا تھا جس کے لئے انہوں نے House کے اندر بل پیش کر دیا ہے لیکن اُس پر ابھی تک قانون سازی نہیں ہوئی اور اس سے بڑی مضحکہ خیز قانون سازی کبھی نہیں ہوئی۔ اس کے اندر انہوں نے کہا ہے کہ پیڈا ایکٹ کے تحت سرکاری ملازمین کی انکوائری کی جائے گی لیکن پولیس پیڈا ایکٹ سے ماوراء تصور کی جائے گی اور دوسری بات کیا کہی گئی ہے کہ وہ محکمہ جس کے بارے میں

وزیر اعلیٰ محترم چاہیں گے اُس محکمہ پر پیڈا ایکٹ لاگو نہیں ہو گا۔ کیا گڈ گورننس اسی کا نام ہے کہ تمام اختیارات کو centralized کر کے ایک وزیر اعلیٰ کے اختیارات کے اندر رکھ دیا جائے۔ پیڈا ایکٹ کسی سرکاری ملازم کی غلط کاریوں کے لئے ایک efficient طریقہ ہے۔ یہاں ایک بڑا اہم رول جو بنتا ہے روز questions, answers کے اندر آتا ہے کہ چھ سالوں سے انکوائری چل رہی ہے، دو سالوں سے انکوائری چل رہی ہے۔ میں نے قانون سازی کا حوالہ کیوں دیا ہے؟ وہ حوالہ اس لئے دیا ہے کہ جب آپ betterment of recoveries کرنا چاہتے ہیں تو ایک ڈی سی او کی اچھی پوسٹنگ کے ذریعے سے کروڑوں روپے کی ریکوری بہتر ہو سکتی ہے اور اُس کے مقابلے میں جب آپ inefficient لوگوں کی تقرری کر دیں گے تو بجٹ کے لئے ریکوری کے طریق کار کو کبھی بھی بہتر نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر! میں اے ڈی پی کے حوالہ سے آخری بات کر کے اجازت چاہوں گا۔ ہماری اس چار سالہ حکومت نے اے ڈی پی کو Annual Diner Programme کے طور پر لے لیا ہے۔ انہوں نے یہ Annual Diner Programme ایسے کیا ہے کہ مجھے یہ بتا دیں کہ لاہور کے رنگ روڈ کے آٹھوں انٹر چینجز کا ہارٹیکلچر ٹینڈر کتنا ہے؟ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ لاہور کے رنگ روڈ کے صرف آٹھ انٹر چینجز کا ہارٹیکلچر کا خرچہ 2۔ارب روپے سے زیادہ ہے اور پورے جنوبی پنجاب کے اندر ایک سال کی releases،2۔ارب روپے کے قریب نہیں ہیں۔ آپ جب اس انداز سے بجٹ کے اندر 5۔ارب روپیہ ظاہر کر کے ایک ارب روپے کی بھی releases نہیں کریں گے تو پھر پسماندہ اضلاع کو شکایات ضرور ہوں گی۔ میں اپنی بات کو ختم کرتے ہوئے اسی چیز کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں کہ اگر ہمارے قائد ایوان، اگر ہمارے خادم اعلیٰ اپنے طور اطوار کو ٹھیک کر لیں، centralization of powers کو ختم کر کے devolution of powers کی طرف چلے جائیں کہ جو اختیار جس کا جس رول کے مطابق ہے وہ اُس کو exercise کرنا چاہئے تو شاید یہ توقع کی جا سکے کہ اس بجٹ کی بہتری کے ساتھ عوام الناس کی بہتری آ سکے گی ورنہ یہ وہ خواب ہے جو ہمارے قائد ایوان ہمیشہ صبح کے وقت دیکھتے رہتے ہیں۔ شکریہ

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر وقت دیا ہے۔ Prebudget proposals بڑی اچھی exercise ہے جو یہاں

پر شروع کی گئی ہے لیکن اس اجلاس کے پہلے دن حکومتی اور اپوزیشن ممبران نے جناب کامران مائیکل کو سینیٹر بننے پر مشترکہ طور پر خراج تحسین بھی پیش کیا تھا اور وہاں سے نوٹیفکیشن ہونے کے بعد یہ سینیٹ میں تشریف لے جائیں گے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ ہماری تجاویز کے نوٹس لے کر بڑا اچھا کام کر رہے ہیں، کیا یہ ان تجاویز کا استعمال سینیٹ میں کریں گے اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ سینیٹر ہوں گے تو اس پورے House میں شیر علی صاحب، شیخ علاؤالدین، ندیم خادم صاحب اور رانا ارشد صاحب بیٹھے ہیں تو کیا یہ سارے دوست اس قابل نہیں ہیں کہ یہ ہماری تجاویز کے نوٹس ہی لے سکیں۔ ان کو عارضی طور پر یہ ہدایات دے کر بٹھا دیا جائے کہ آپ Prebudget proposals کے نوٹس لیں۔ آپ براہ مہربانی ایک تو اس چیز پر غور کریں اور دوسری بات یہ ہے کہ کورم پورا کرنا حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے تو پچھلے تین دن حکومت اپنی یہ ذمہ داری پوری کرنے میں ناکام رہی ہے اُس وجہ سے پچھلے تین دن ضائع ہوئے ہیں اور کل سینیٹ کی preparation کے حوالہ سے تمام سیاسی پارٹیوں کی میٹنگز ہیں اُس کے اگلے دن سینیٹ کے الیکشن ہیں۔ میری درخواست ہے کہ pre-budget discussions, next Thursday تک جاری رہنی چاہئے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب اگر میری آواز سُن رہے ہوں تو ذرا House میں تشریف لائیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! یہ اور بات ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب سارا بجٹ discretionary funds میں اپنے پاس رکھ لیں گے لیکن ہم کم از کم اپنی عوام کو یہ بتا سکیں کہ ہم نے اپنے اضلاع کے لئے اور اپنے حلقہ کے عوام کے لئے اپنی آواز بلند کی تھی اور میرا خیال ہے کہ یہ بھی آپ کے اور ہمارے سب کے interest میں ہے کہ کم از کم اُن تک ہماری آواز پہنچنی چاہئے تو میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اس discussion کو کم از کم next Thursday تک prolong کیا جائے۔ بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہاں پر وعدہ کیا گیا تھا کہ ہم بدھ والے دن funds release کریں گے اور یہ بھی کہا گیا تھا کہ شاید وزیر اعلیٰ صاحب خود آ کر ان فنڈز کا اعلان کریں لیکن آپ اشتہار دیں گے تو شاید وزیر اعلیٰ صاحب آئیں گے، ویسے وہ نہیں آئیں گے۔ آپ جانتے ہیں کہ آج کے وعدہ کی بنا پر ہم نے اپنا احتجاج آج تک کے لئے موخر کیا تھا لہذا آج ہمیں اس بارے میں بتایا جائے۔

جناب سپیکر: ابھی لاء منسٹر صاحب تشریف لاتے ہیں۔

**قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد):** جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔ آپ ان کو بلوائیں اور ہمیں اس بات کا جواب دیا جائے نہیں تو پھر ہم اپنا حق استعمال کریں گے۔ میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اِس وقت جو لوگ House میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ کوئی بات نہیں کر سکیں گے اور ہم بائیکاٹ بھی نہیں کریں گے۔ اگر ہمارے مائیک بند بھی کر دیئے جائیں گے تو ہم اتنا احتجاج کرنا جانتے ہیں کہ پھر کارروائی نہیں چل سکے گی۔ اس بات کا پہلے جواب دیا جائے اس کے بعد کارروائی کو آگے چلایا جائے۔

**جناب سپیکر:** لاء منسٹر صاحب اگر اپنے چیمبر میں تشریف فرما ہیں تو جلد از جلد آ جائیں۔

**میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل:** جناب سپیکر! انہیں طلب کیا جائے۔

**جناب سپیکر:** جی، انہیں طلب کر لیا ہے۔ ہم ابھی ان سے جواب لیں گے۔

**میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل:** جناب سپیکر! وہ آ جائیں انہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔

**جناب سپیکر:** ان سے کہیں کہ جہاں کہیں بھی ہیں آ جائیں ان کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔

**چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):** جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں۔۔۔

**جناب سپیکر:** کس بارے میں؟

**چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):** جناب سپیکر! آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا ہے۔

**جناب سپیکر:** میں نے ابھی آپ کو floor نہیں دیا۔

**میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل:** جناب سپیکر! گاڑیوں کو misuse کیا جا رہا ہے جو چیف منسٹر کی مرضی سے ہو رہا ہے۔

**جناب سپیکر:** وہ آ گئے ہیں۔ آپ ابھی تشریف رکھیں۔ آپ نے ابھی کوئی بات نہیں کرنی پہلے لاء منسٹر راجہ صاحب کی بات کا جواب دیں گے۔ لاء منسٹر صاحب! راجہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ آپ کا آج تک کا وعدہ تھا۔ آپ کی اور ان کی بات ہوئی تھی جو اس House میں ہوئی تھی۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! بالکل وعدہ تھا اور آج صبح ٹیلیفون پر میری راجہ صاحب سے بات بھی ہوئی ہے۔ میں نے ان سے یہی عرض کیا ہے کہ آج صبح چیف منسٹر صاحب سے میری فنڈز کے حوالے سے بات ہوئی ہے کیونکہ بعض اضلاع اور ڈویژنز میں فنڈز کے ٹینڈر وغیرہ ہو گئے ہیں بعض جگہوں پر تو سکیمیں بھی execute ہو گئی ہیں۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ آپ ان سے list لے

لیں کہ جہاں جہاں پر problem ہے تو وہاں وہاں پر اسے resolve کرایا جائے لیکن جب میری بعد میں راجہ صاحب سے بات ہوئی تو انہوں نے یہ فرمایا کہ آپ بہاولپور ڈویژن چھوڑ کر تمام ڈویژنل کمشنرز کو یہ instruction pass کر دیں کہ وہ پیپلز پارٹی یا اپوزیشن کے ممبران کے فنڈز میں further proceed کریں یا اگر کہیں کوئی سکیموں کا سروے، ٹینڈر یا process execution ہونا ہے تو ان کو proceed کریں۔ میں جو نہی اجلاس سے فارغ ہوتا ہوں تو انشاء اللہ تعالیٰ میں یہ direction convey کراؤں گا۔

جناب سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے بالکل صحیح کہا ہے کہ صبح میری ان سے بات ہوئی تھی۔ میں نے انہیں بتایا تھا کہ بہاولپور ڈویژن ایک واحد ڈویژن ہے جہاں پر یہ فنڈز ملے ہیں باقی پورے پنجاب میں کسی جگہ یہ فنڈز نہیں ملے۔ آپ کمشنر صاحبان کو فون کرا دیں کہ وہ فوری طور پر DCO صاحبان کو کہیں کہ یہ فنڈز release کئے جائیں اور ٹینڈر لگائے جائیں لیکن یہ بات ہوئے بھی تقریباً تین گھنٹے ہو گئے ہیں ابھی تک کسی کمشنر کو اس قسم کی ہدایت جاری نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر: یہ تو ادھر اجلاس میں تھے۔ یہ ابھی یہاں سے اٹھ کر گئے تھے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! انہوں نے تو فون نہیں کرنا۔ انہوں نے تو چیف منسٹر صاحب کے سیکرٹری کو ایک پیغام دینا ہے کہ وہ فون کرائیں۔ میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ مہربانی کریں کہ آج یا کل اس پر عمل ہو جائے گا تو اس سے ایک اچھا پیغام جائے گا۔ بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: یہ بہت اچھی بات ہے۔ میں نے ایک بات کرنی ہے کہ تمام ایم پی ایز کے لئے پرسوں دوپہر کا کھانا میری طرف سے ہو گا، ایم پی ایز کے علاوہ باقی تمام سٹاف کا داخلہ اسمبلی چیمبر میں بند ہے کسی کا کوئی مہمان نہیں آئے گا، سپیکر کا کوئی مہمان ہو گا، ڈپٹی سپیکر کا ہو گا اور نہ آپ مہمان بلا سکیں گے۔ اس کے علاوہ جن صاحبان کے پاس اسمبلی کا کارڈ نہیں ہو گا وہ ووٹ نہیں ڈال سکیں گے۔ میری گزارش ہے کہ جن صاحبان کے پاس اسمبلی کارڈ نہیں وہ فوری طور پر میرے office سے رابطہ کریں اور کل تک اپنے کارڈ بنوا لیں۔ یہاں ایک اور معاملہ سامنے آیا ہے کہ ایک سینیٹ کے امیدوار کہہ رہے ہیں کہ الیکشن کمیشن نے دو بیلٹ پیپر جاری کئے ہیں جو زیادتی کی گئی ہے اس بارے میں تو میں نے office کو کہہ دیا ہے

کہ وہ اس کو چیک کریں اور ان سے بات کر کے مجھے بتائیں۔ پرسوں اجلاس بھی ہو گا، اجلاس بھی چلتا رہے گا اور آپ اپنا ووٹ بھی ڈالتے رہیں گے۔

**چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):** جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

**جناب سپیکر:** چودھری شوکت محمود بسراء صاحب!

**چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):** جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ لاء منسٹر صاحب تشریف لے آئے ہیں۔ میں نے اس دن گزارش کی تھی کہ ہمارا یہ ایوان بڑا مقدس ہے اور آپ اس کے Custodian ہیں۔

**جناب سپیکر:** آپ ایک منٹ رُکیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے Prebudget discussion کا آغاز تو کر دیا ہے اگر اس کو next Thursday تک pending کر دیا جائے تو بہتر ہو گا۔

**میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل:** جناب سپیکر! next Thursday تک آپ کسی اور کو وزیر خزانہ بھی بنا دیں گے اور ہمارے ممبران کو بھی موقع مل جائے گا۔

**جناب سپیکر:** لاء منسٹر صاحب! یہ کہہ رہے ہیں کہ Prebudget discussion کو تھوڑا extend کر دیں۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! سیکرٹری خزانہ اور ان کا عملہ کے لوگ افسران کی گیلری میں موجود ہیں۔ جناب کامران مائیکل وزیر خزانہ بھی ایوان میں موجود ہیں۔ ممبران جو تجاویز دیں گے ان پر محکمہ عمل کرتے ہوئے next budget proposals کو مرتب کرے گا۔ اگر یہ next Thursday کو بھی بات کرنا چاہتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر آج کوئی صاحب بات کرنا چاہتا ہے یا کل بات کرنا چاہتا ہے تو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ بات کر لیں کیونکہ ہم کل بھی کوئی legislation نہیں لا رہے۔

**جناب سپیکر:** آپ کل بھی بحث کر لیں۔

**میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل:** جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ آپ پھر next Thursday تک Prebudget discussion کو ایجنڈے پر رکھ لیں۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! next week میں ہمیں صرف ایک دن legislation کے لئے چاہئے ہو گا۔

**جناب سپیکر:** آپ بدھ کا دن لے لیں باقی دن ہم رکھ لیں گے۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

**جناب سپیکر:** جی، بسراء صاحب!

**چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):** جناب سپیکر! میں آپ کا بڑا مشکور ہوں۔ میں اس دن آپ کے علم میں یہ بات لایا تھا کہ۔۔۔

**جناب سپیکر:** بسراء صاحب! آپ بڑے civilized بندے بن کر اچھے طریقے سے اپنی بات کو پیش کریں جو اس House اور صوبہ کے لئے بہتر ہو۔

**چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):** جناب سپیکر! میں نے یہ گزارش کی تھی کہ ہم لوگ عوام کے منتخب نمائندے ہیں۔ آپ کا تجربہ ہم سے بہت زیادہ ہے آپ جانتے ہیں کہ نوکر شاہی اور بیوروکریسی ہمارے ساتھ فیلڈ میں کیا سلوک کرتی ہے تو عام عوام کا کیا حال ہو گا؟ یہاں کل ایک سیکرٹری صاحب تشریف لائے تھے میں ان کا نام بھی ضرور لوں گا کہ جب وہ سیکرٹری صحت تھے تو بہ نعوذ باللہ جب ان کے دفتر میں ایم پی اے جاتے تھے تو ان کے ساتھ جو ہوتی تھی وہ بھی سب کو معلوم ہے۔ اس کے بعد ان کو allegation پر remove کیا گیا پھر اس سیکرٹری صاحب کو دوبارہ انعام سے نوازا گیا اور انہیں ایکسائز کے محکمہ میں لگا دیا گیا ہے۔ میری contentions صرف دو چار ہیں۔ جب آپ ان کے دفتروں میں چلے جائیں تو توبہ نعوذ باللہ یوں لگتا ہے جیسے کسی وائسرائے کے دفتر میں ہم لوگ گئے ہیں۔ آپ دیکھ لیجئے کہ ان کے دفتروں کے باہر دربان کھڑے ہیں، نوکر چاکر کھڑے ہیں اور ٹوپیاں پہن کر باادب ہو کر کھڑے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ ایک ایس ایچ او کی کیا حیثیت ہے جن کے خلاف یہاں پر تحاریک استحقاق جمع پڑی ہیں۔ جب ایس ایچ او ایک منتخب نمائندے کو humiliate کرے گا تو بتائیے کہ اس کی کیا position ہو گی؟ میرا اصل contention یہ ہے کہ جب یہ سرکاری دفتروں میں بیٹھے ہوتے ہیں اُس وقت توبہ نعوذ باللہ یہ کیا ہوتے ہیں مگر ریٹائرمنٹ کے بعد بھی عوام کے خون پسینے کی کمائی کو چوس رہے ہیں۔ یہاں لاء منسٹر صاحب تشریف فرما ہیں۔ میں نے باقاعدہ گاڑیوں کے نمبر دیئے ہیں لیکن میرا point of view صرف یہ ہے کہ تین سال سے بیوروکریٹ سرکاری گاڑیاں اور رہائشیں استعمال کر رہے ہیں جن کے متعلق نیب کو کیس بھیجے جائیں یا House کی ایک کمیٹی بنادی جائے جو House کو enlighten کرے کہ وہ کون سے IGs یا Additional IGs ہیں؟ میں نے رانا مقبول کا نام لیا تھا جس کے پاس آج بھی دو گاڑیاں ہیں جن کے نمبر بھی میں نے بتائے تھے۔ ایک جہانزیب برکی اور پرویز

راٹھور صاحب ہیں جن کے زیر استعمال گاڑیوں کے نمبر چونکہ میں پہلے بتا چکا ہوں۔ آج ہم ان servingلوگوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے کیونکہ ہم لوگ ان کے رعایا ہیں، یہ ہمارے حاکم ہیں اور یہی ہمارا مقدر ہے۔۔۔

**جناب سپیکر**: نہیں، ایسی بات نہیں ہے۔

**چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ)**: جناب سپیکر! آپ صرف میری گزارش سن لیں۔

**جناب سپیکر**: نہیں۔ جی، بسراء صاحب!

**چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ)**: جناب سپیکر! یقین مانئے میں کوئی سیاست نہیں کر رہا۔

**MR SPEAKER:** They are public servants and you are public representatives.

**چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ)**: جناب سپیکر! جو fact ہے اس کو آپ جھٹلا سکتے ہیں اور نہ میں جھٹلا سکتا ہوں کیونکہ ہمیں پتا ہے کہ ہم ایک ٹیلیفون کرتے ہیں تو سیکرٹری صاحبان ایک ایک ہفتہ responseہی نہیں دیتے۔ سیکرٹری تو بہت اوپر والا level ہے مگر آپ نچلے level کی طرف دیکھیں تو ایک ایک ہفتہ یا دس دس دن تک ہماری کسی بھائی کی بات ہی نہیں سنتے۔ اگر ان کی گاڑیوں کی entitlement ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں بڑے دکھے دل کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ ہمارے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے چیئرمین چودھری ظہیر الدین صاحب جن کی entitlement ہے مگر دو سال سے ان کو گاڑی نہیں ملی۔ میں ان غلیظ افسران کا نام بھی اپنی زبان پر لانا اپنی توہین سمجھتا ہوں جو اپنے آپ کو یہ pose کرتے ہیں کہ ہم شاید بہت ایماندار لوگ ہیں جن کے بچے ایچی سن کالج یا امریکہ میں پڑھتے ہیں۔ آپ کسی بھی چینل پر دیکھیں تو ہم بے چارے ایم پی ایز پر دن رات اس طرح بمباری ہو رہی ہوتی ہے جیسے ہم لوگ بہت کھاتے ہیں مگر ان لوگوں کے متعلق بات کیوں نہیں ہوتی؟ اس ملک کو جرنیل اور بیوروکریٹ لوٹ کر کھا گئے مگر کیا قصور صرف اور صرف سیاستدانوں کا ہے، کیا ہماری غلطی یہ ہے کہ ہم لوگ چوبیس گھنٹے service دیتے ہیں، کیا ہمارا قصور یہ ہے کہ ہم لوگ صبح سے لے کر رات تک دھکے کھاتے ہیں اور ہماری accountability یہ ہے کہ ہم نے پھر عوام کی طرف واپس لوٹ کر جانا ہے مگر اُن کو کون پوچھنے والا ہے؟ آج اس ایوان کے تقدس کے لئے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ان افسران کو عبرت کا نشان بنایا جائے، ان پر مقدمات درج کرائے جائیں اور انہوں نے جو سہولیات enjoy کی ہیں ان سے recovery کی جائے تاکہ آئندہ عوام اور میڈیا کو بھی پتا چلے کہ اصل چور کون

ہیں؟ ہمیں دن رات ڈاکو اور چور کہا جاتا ہے لیکن میں بڑے ادب کے ساتھ یہ گزارش کروں گا کہ اس بات کو منطقی انجام تک ضرور پہنچائیے گا کیونکہ آج یہ بات on the floor of the House with proof کہی گئی ہے۔ دو تین دن سے لاء منسٹر صاحب نہیں تھے لیکن آج میں ان کے گوش گزار کرتا ہوں کہ اگر ہم ان ریٹائرڈ افسران کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تو یقین مانئے گا کہ آنے والی نسل اور آنے والے ہمارے بچے ہمیں کبھی معاف نہیں کریں گے۔ جب تک اس بیوروکریسی اور نوکر شاہی کو ہم نے عوام کا خادم نہ بنایا، اگر عوام کی حکمرانی ہم نے قائم نہ کی تو ہم زبانی جمہوریت کا نام تو لیتے ہیں مگر پاکستان میں جمہوریت کبھی ترقی نہیں کر سکے گی لہذا میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ میں نے جو گاڑیوں کے نمبروں کے ساتھ facts and figures دیئے ہیں ان کے متعلق House کو بتایا جائے اور House کی کمیٹی بنا کر متعلقہ افسران کے خلاف کارروائی کی جائے۔

جناب سپیکر: ممبرز ہوں گے تو کمیٹی بنے گی۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):** جناب سپیکر! جو point بسراء صاحب نے raise کیا ہے اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ جو information انہوں نے seek کی ہے اسے پوری سنجیدگی کے ساتھ collect کیا جا رہا ہے اور اگلے ایک دو روز میں جب complete information after verification آ جائے گی تو وہ میں House کے سامنے رکھوں گا جس پر معزز ایوان جو بھی فیصلہ کرے گا یا اس information کے مطابق جو بھی complications ہوئیں ان کے مطابق deal کیا جائے گا۔ میں یہاں پر یہ بات بھی on record لانا چاہتا ہوں کہ جتنے بھی segments of society ہیں چاہے وہ بیوروکریسی ہو، سیاستدان ہوں، صحافی ہوں یا جوڈیشری کے لوگ ہوں ہر جگہ پر اچھے اور بُرے لوگ موجود ہیں بلکہ ہماری سوسائٹی کے تناسب سے لوگ اچھے بھی ہیں اور بُرے بھی ہیں اس لئے کسی بھی segment of society کو مکمل طور پر بُرا نہیں کہا جا سکتا۔ بیوروکریسی کو بُرا کہنا، سیاستدانوں کو بُرا کہنا، صحافیوں، وکلاء یا کسی ایک آدمی کی individual بات پر پوری سوسائٹی کو بُرا کہنا نہ صرف مناسب بلکہ اس معزز ایوان کے بھی شایانِ شان نہیں ہے۔ بیوروکریسی میں لوگ اچھے بھی ہیں، بُرے بھی ہیں اور یہی حال segment of society کا بھی ہے۔ ہم خود اس بات کا گلہ کرتے ہیں بلکہ بسراء صاحب نے بھی اپنی تقریر میں اس بات کا گلہ کیا کہ سیاستدانوں کو بُرا کہا جاتا ہے اور میڈیا سے بھی اس بات کا گلہ ہے۔ یہ حق بجانب ہیں کہ جب وہ کسی ایک فرد کی بات کرتے ہیں تو وہ پورے سسٹم اور تمام سیاستدانوں کو involve کر دیتے ہیں جبکہ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ جب ہم اس بات کو کسی دوسری

جگہ پر ہونے کی بنیاد پر کہتے ہیں کہ یہ غلط ہے، سیاستدانوں کے متعلق اگر سب کو گالی دی جائے اور بُرا کہا جائے تو یہ بھی غلط ہے لہذا میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں بھی اس بات کو ملحوظِ خاطر رکھنا چاہئے کہ ہم کسی بھی

segment of society کو as a whole blame نہ کریں اور وہ افراد جو اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ وہ جس segment میں موجود ہیں اس کے لئے بدنامی اور برائی کا سبب بن رہے ہیں تو میرے خیال میں اس کو weed out کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اچھی تجویز آ گئی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے بہت اچھی بات کہی ہے۔ اگر میں نے پوری community کو کہنا ہوتا تو میں name out نہ کرتا۔ اس میں بہت سارے لوگ ایسے ہیں بلکہ میں تو ہمیشہ یہ کہتا ہوں کہ ایک مچھلی پورے تالاب کو گندا کر دیتی ہے۔ Exceptions ہر جگہ پر ہیں لیکن میں نے بطور community یا ادارہ ان کا نام نہیں لیا بلکہ میں نے باقاعدہ name out کئے ہیں۔

جناب سپیکر: پیچھے سے جو comments آ رہے ہیں وہ بھی سن لیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری دوسری بات سن لیں کہ ابھی لاء منسٹر صاحب نے کہا کہ information gather کر رہے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب میرے ساتھ چلے چلیں، میں ان کو خواجہ شریف صاحب کے گھر لے جاتا ہوں جو ریٹائر منٹ کے بعد گزشتہ کتنے عرصہ سے کس reason پر سرکاری گھر میں رہ رہے ہیں لہذا اس information کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ صفدر جاوید سید صاحب کے گھر لے چلتا ہوں جو سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو رہے ہیں۔ اگر لاء منسٹر صاحب کہیں تو کچھ گاڑیوں کے نمبر بھی میرے پاس آ گئے ہیں وہ بھی میں بتا دیتا ہوں جو پرسوں ان کے pool میں جمع ہو گئی ہیں۔ میں نے عجب تماشا دیکھا ہے کہ جس دن میں نے on the floor of the House جن گاڑیوں کے نمبر اور افسران کے نام لئے تھے تو ہمارے ایک دوست جو بڑے active صحافی ہیں ان کا مجھے فون آیا اور کہا کہ "بسراء صاحب! اگر گڈیاں دی سپیڈ ویکھنی اے تے ذرا ایدر آ ؤ" میں وہاں چلا گیا۔ میں آپ سے یہ بات اس لئے کہنا چاہتا ہوں تاکہ ساری بات آپ کے علم میں آ جائے۔ چونکہ جس دن میں نے on the floor of the House گاڑیوں کے نمبر لے کر بتائے تھے تو میں نے اپنی گناہ

گارآنکھوں سے چار گاڑیاں دیکھی ہیں جن میں دو پراڈو اور دو ٹیوٹا کرولا تھیں۔ان گاڑیوں میں سے ایک رانا مقبول صاحب کی گاڑی تھی۔۔۔مجھے گزارش کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: سندھو صاحب!آپ سننے کی ہمت رکھیں کیونکہ آپ نے جواب دینا ہے۔اس طرح نہ کریں اور cross talk نہیں ہونی چاہئے۔بہت مہربانی

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور،انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!میں نے تو کوئی بات ہی نہیں کی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میری گزارش سن لیں کیونکہ میں کسی کو بھی blame نہیں کر رہا بلکہ میرا تو مقصد صرف یہ ہے کہ وہ گاڑیاں میں نے اپنی آنکھوں سے Transport Pool میں جمع ہوتی دیکھی ہیں جواب وہاں پر کھڑی ہیں۔اب جہاں تک میں افسران کی بات کر رہا ہوں اور سرکاری گھروں کو occupy کیا گیا ہے وہ آج بھی موجود ہیں۔ میرا کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہمارے وہ افسران جو ان لوگوں سے کہتے تھے کہ ہم پتا نہیں دیانت کے علمبردار ہیں جن کی وجہ سے بطور ادارہ وہ بھی بدنام ہو، یہ بھی مناسب نہیں ہے۔اگر ہم نے اس پر مصلحت اختیار کی اور ہم نے اس پر کارروائی نہ کی تو اس ایوان کا تقدس بھی پامال ہو گا اور یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ اصل حکمران وہ ہیں اور ہم ان کی رعایا ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: differ اس بات کو ختم کریں جو آپ رعایا کی بات کرتے ہیں یہ نہیں ہے کیونکہ یہاں پر بادشاہت نہیں ہے بلکہ جمہوریت ہے اور نہ وہ نوکر شاہی ہے۔ شاہ تو اس ملک سے جا چکے ہیں اور اب یہاں اس ملک میں جمہوریت ہے۔یہ جمہوری ادارہ ہے اور آپ اس جمہوری ادارے کے ماشاء اللہ ایک معزز ممبر ہیں اور وہ جن کی آپ بات کر رہے ہیں وہ public servant ہیں۔ایسی بات نہ کریں،ان میں اچھے، بہت اچھے لوگ موجود ہیں اور بہت برے بھی ہوں گے۔

**DR. MUHAMMAD ASHRAF CHOHAN:** Mr Speaker! Point of observation.

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: شکریہ۔جناب سپیکر!میں صرف یہ observation دینا چاہتا ہوں کہ میں دو ہفتے انڈیا رہ کر آیا ہوں۔ سیاست کے علاوہ ہمارے اوپر اس ملک کو بچانے اور اس ملک کے مستقبل کی

بھی ذمہ داری ہے۔ میں نے ان کے ممبران سے دو چیزیں پوچھیں کہ ایک تو سرکاری ادارے میں ایمبیسیڈر کار جو localہے جس کی قیمت صرف سات لاکھ روپے ہے، اس کے علاوہ وزیراعظم بھی استعمال نہیں کر سکتا۔ انڈیا کی اکانومی کا بھی دنیا کو پتا ہے اور وہاں کی جمہوریت کا بھی پتا ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات جو سب سے ضروری میں نے ان سے پوچھی وہ یہ ہے کہ کرپشن وہاں بھی سنی جاتی ہے اور ممبران کے خلاف وہاں بھی گفتگو ہوتی ہے لیکن اگر کوئی منتخب نمائندہ کسی سرکاری ملازم کے بارے میں اطلاع دے کہ وہ اختیارات کا ناجائز استعمال کر رہا ہے یا گاڑی غلط استعمال کر رہا ہے تو وہ بات ہر level پر investigate ہوتی ہے۔ جس طرح آپ فرما رہے ہیں سرکاری ملازمین کا بہت زیادہ احترام ہے کیونکہ وہ مشینری ہیں اور وہ حکومت چلاتے ہیں لیکن جو آدمی ڈیڑھ لاکھ ووٹ لے کر آتا ہے، اصل مقدس تو وہ ایک غریب آدمی ریڑھی والا ہے جو اپنا ووٹ استعمال کر کے۔۔۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! correction کر لیں کہ وہ حکومت چلاتے نہیں ہیں بلکہ حکومت آپ چلاتے ہیں اور وہ مشینری ہیں۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! چلیں، آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے کہ ہم چلاتے ہیں لیکن کچھ ایسے ہیں جو نہیں بھی چلاتے اور جو عام آدمی ہے، یہ سارا کچھ اس کی وجہ سے ہے اور جب ڈیڑھ لاکھ عام آدمی اکٹھے ہوتے ہیں تو ان کی آواز بن کر ایک ایم این اے یا ایم پی اے بنتا ہے اور اس کی آواز سننی بڑی ضروری ہے۔ اگر غلط ہے تو اسے reject کر دیا جائے اور اگر کوئی ممبر چاہے وہ دوسرے بنچوں سے ہے، کیونکہ سرکاری ملازمین کی accountability صرف اور صرف منتخب نمائندے ہی کر سکتے ہیں اور ہماری public accountability کرتی ہے، میڈیا کرتا ہے اور ہماری accountability ہر پانچ سال بعد ہوتی ہے۔ ہم میں سے اکثر ایک ڈیڑھ سال کے بعد یہاں نہیں ہوں گے لیکن میں نے بھی سی ایس ایس کا امتحان اور ریکارڈ پاس کیا ہوا ہے۔ میں بھی ان کی صف میں شامل ہو کر اس طرح کی جگہ پر جا سکتا تھا لیکن میں نے رزق حلال کو ترجیح دی اور آج بھی کام کرتا ہوں۔ اگر اس ملک کو آگے لے کر جانا ہے تو یہ بڑا ضروری ہے کہ اگر ممبران کسی کی اطلاع دیں کہ سرکاری ملازم جس طرح آپ نے فرمایا کہ وہ servant بھی ہیں لیکن وہ سفید ہاتھی بھی نہیں بن سکتے اور مقدس گائے بھی نہیں بن سکتے۔ ان میں جو غلط ہیں، ان کی اگر نشان دہی کی جائے تو انہیں ان کے عہدوں سے ہٹانا اور انہیں ایک ایسی سزا دینا ضروری ہے تاکہ ان کے باقی ساتھی اس سے careful ہوں۔ شکریہ

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس معزز ایوان کی یہ روایت ہے اور جمہوری روایات بھی ہیں کہ کوئی بھی debate شروع کرنے سے پہلے قائد حزب اختلاف debate open کرتے ہیں جبکہ ہمیشہ یہ وزیر اعلیٰ کو مطعون کرتے رہتے ہیں۔ پچھلے اجلاس میں بھی وزیر اعلیٰ کو بُلا کر ایوان میں ان کے خلاف باتیں کرتے رہے کہ پی آئی سی میں ہونے والی اموات کے متعلق بیان دیں حالانکہ debate کو شروع کرنا معزز قائد حزب اختلاف کا فرض ہے۔ آپ معزز قائد حزب اختلاف کو بلائیں کہ وہ debate open کریں اور اس کے بعد بحث جاری رہے۔

جناب سپیکر: میں انہیں کیسے پکڑ کر لا سکتا ہوں یہ آپ کیا کرتے ہیں، کیا انہیں زبردستی لایا جا سکتا ہے؟ انہوں نے اپنے ساتھی کو اختیار دے دیا ہے اور وہ بات کر چکے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ تجاویز ہیں debate نہیں ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ قائد حزب اختلاف ہی اسے wind up کریں گے۔

جناب سپیکر! بہت اچھی باتیں سامنے آ گئیں اور میری صرف اتنی گزارش ہے کہ ابھی آپ فرما رہے تھے کہ اصل حکمرانی ہماری ہے۔ اگر وارث کلو صاحب یہاں پر تشریف فرما ہوتے کہ ان کے پاس جو تحاریک استحقاق پڑی ہیں، آپ یقین کریں کہ ابھی بہت سارے ممبران اس لئے تحریک استحقاق نہیں لے کر آتے کہ یہاں پر ان کا تمسخر اڑایا جائے گا اور ان کی رہی سہی عزت بھی خراب ہو جائے گی۔ یقین مانیں کہ میں یہاں پر کھڑا ہو کر دل کی بات بتا رہا ہوں۔ یہ آفیسرز نہیں جو یہاں پر بیٹھے ہیں بلکہ اصل حکمران وہ ہیں جو فیلڈ میں بیٹھے ہیں اور اصل نوکر شاہی وہ ہے۔ وہ توبہ نعوذ باللہ توبہ نعوذ باللہ، وہاں پر ہم ایم پی ایز، وہ تو ہم کہتے ہیں نا کہ ہماری اوقات، وہاں پر عام آدمی کی کیا اوقات ہے کہ ڈی سی او صاحب کے آگے دو گاڑیاں اور دو گاڑیاں پیچھے اور ان کے گھر جا کر دیکھیں ذرا، کیا تک بنتا ہے کہ ایک ڈی سی او دس ایکڑ کے گھر میں رہے۔ ضلع بہاولنگر کے ڈی سی او صاحب کا دفتر ملاحظہ کیجئے، ان کا گھر ملاحظہ کیجئے، ڈی پی او آفس ملاحظہ کیجئے اور ان کی شان و شوکت اور شاہ و جلال دیکھئے۔ میں تو بار بار کہہ رہا ہوں کہ ہمارے ایم پی ایز کا یہ استحقاق نہیں ہے کہ جس نے legislation کرنی ہے اور ہمارے پاس کام کرنے کے لئے کوئی بندہ ہونا چاہئے لیکن ہمارے پاس تو وہ بھی نہیں ہے۔ میں ابھی اپنی بات کو wind up کرتے ہوئے صرف آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پرسوں تک لاء منسٹر صاحب نے ایک دو دن میں کہا ہے اور مجھے پوری امید ہے کہ آپ نے جو باتیں یہاں Chair پر بیٹھ کر کہی ہیں، انشاء اللہ ان

کوpublic servant یہ اسمبلی بنا کر چھوڑے گی وگرنہ جب تک وہ آئین اور قانون کے تابع نہیں ہو جاتے ہم یہ جہاد کرتے رہیں گے۔

جناب سپیکر!صرف ایک بات بہت اہم ہے جو لاء منسٹر صاحب کے لئے چھوڑی ہوئی تھی وہ کر دوں کہ آج کل پی آئی اے میں ریفرنڈم ہو رہا ہے جہاں پر دو بڑی تنظیمیں پیپلز یونٹی اور ائر لیگ ہیں۔ وہاں پر بڑی زیادتی ہو رہی ہے کہ ایک شخص احمد سلیم بٹ نامی خود کو وزیر اعلیٰ پنجاب کا پروٹوکول آفیسر کہتا ہے اور وہاں پر اس نے اتنی غنڈہ گردی کی ہے کہ پیپلز یونٹی کے لوگوں کے خلاف تھانہ سرور روڈ میں مقدمات درج کروا دیئے ہیں۔ میرے پاس ایف آئی آر نمبر 12/34 موجود ہے چونکہ الیکشن بہت نزدیک ہے تو لاء منسٹر صاحب اس پوائنٹ کو seriously take up کر لیں کیونکہ اس بندے کے خلاف درخواستوں میں نام ہے اور وہ بندہ ائرپورٹ پر دندناتا پھر رہا ہے اور کہتا ہے کہ میں وزیر اعلیٰ صاحب کا پروٹوکول آفیسر ہوں اور وہاں پر باقاعدہ غنڈے لے جا کر تین آدمی جن کے نام حاجی وارث، اقبال اور اعجاز ولد قدیر احمد کے خلاف پہلے ایک ایف آئی آر درج ہوئی اور پھر پیپلز یونٹی کے ان بندوں کو گھر سے اٹھایا گیا۔

جناب سپیکر:انہوں نے بات سن لی ہے اور اب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں ایف آئی آر بھی دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے آپ ان سے مل لیں۔ میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر!میں اپنی پری بجٹ بحث پر بات کرنے سے پہلے آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کل میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر محکمہ صحت میں ہونے والی ڈی پی سی کے متعلق commitment اس House میں دی گئی تھی اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے آج اس کے متعلق House کو بتانا تھا تو وہ آپ کے notice میں لانا ہے کہ اس کے متعلق ابھی نہیں بتایا گیا۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب آج تو آئے نہیں ہیں اور آپ کا notice ہمارے پاس ہے تو انہیں بلا لیں گے۔ آپ پری بجٹ بحث پر بات کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر!میں پری بجٹ بحث پر آتا ہوں۔ میں نے پچھلی تقریر میں بھی یہ کہا تھا کہ یہ جو پری بجٹ تجاویز ہیں یہ بہت constructive اور purposeful exercise ہے بشرطیکہ اس پر عملدرآمد ہو۔ میں آج آپ کی وساطت سے جو افسران، ممبران یا جو وزیر

اس کے لئے مختص ہیں میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پچھلے تین سالوں میں جو تجاویز پری بجٹ میں دی گئیں ان میں سے کسی ایک پر بھی عملدرآمد ہوا ہے یا یہ محض ایک exercise ہے؟ حالانکہ یہ بہت ہی constructive اور productive ہو سکتی تھی لیکن اس کو محض eye watch بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔اس پر وقت صرف کیا جاتا ہے، حکومت کا پیسا خرچ ہوتا ہے تو خدارا اس سے کچھ نہ کچھ ضرور حاصل کیجئے اور کسی نہ کسی تجویز پر عملدرآمد ضرور کیجئے۔ بجٹ میں دو چیزیں بہت ضروری ہوتی ہیں۔ایک political vision دوسرا administrative decisions۔بجٹ صرف ایک ٹریک پر چلتا ہے کہ اس کو ہر ڈیپارٹمنٹ میں افسران بناتے ہیں، سیکرٹری صاحبان اس کو دیکھتے ہیں اور کتاب کی صورت میں اسمبلی میں پیش ہو کر پاس ہو جاتا ہے۔اس کے بعد ضمنی بجٹ آتا ہے وہ بھی پاس ہو جاتا ہے۔اس کے بعد re appropriation of accounts آتی ہے وہ بھی پاس ہو جاتی ہے۔

جناب والا! بہت دیر سے یہ مطالبہ ہے کہ اگر ہر ڈیپارٹمنٹ کا بجٹ سٹینڈنگ کمیٹی جو اسمبلی کی ہے اس کے through approve ہو، کمیٹی کی نظر سے گزرے، اُن کی تجاویز شامل ہوں تو میرا خیال ہے کہ یہ House جو عوام کے نمائندوں کا ہے ان کا بھی حق ادا ہو جائے گا۔اس طرح بجٹ ایک تعمیری اور constructive بجٹ ہو گا۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس پر کوئی خرچ ہے یا کوئی نقصان ہے لیکن پھر بھی اس پر عملدرآمد نہیں ہوتا۔ میں تو ایک step آگے جاؤں گا کہ اگر یہی بجٹ ہر تین سال کے بعد سٹینڈنگ کمیٹی ہر ڈیپارٹمنٹ کا review کرے تو جو excess surrender اور ضمنی بجٹ والا مسئلہ بھی ختم ہو جائے گا۔ ضمنی بجٹ اور reappropriation of accounts میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کمزور financial discipline کی نشاندہی ہے جس سے ہمیں چھٹکارا حاصل کرنا ضروری ہے۔یہ عجیب بات ہے کہ اسمبلی پاس کرتی ہے کہ محکمہ تعلیم پر چالیس کروڑ روپے خرچ ہو گا، محکمہ تعلیم 42کروڑ روپے خرچ کر کے اسمبلی میں آ جاتا ہے کہ یہ بجٹ پاس کر دیں۔آج تک کبھی نہیں ہوا کہ وہ زائد خرچ کیا ہوا پیسا پاس نہ ہوا ہو یعنی کہ ڈیپارٹمنٹ اور سرکاری افسران نے اس اسمبلی کو ایک ربڑسٹیمپ بنا دیا ہے کہ وہ جو کچھ بھی کر کے آ جائیں گے اسمبلی اس کو پاس کر دے گی یا پی اے سی اس کو پاس کر دے گی۔یہ پریکٹس ختم ہونی چاہئے تاکہ ملک میں financial discipline نہ ہونے کی وجہ سے جو معیشت کا بیڑا غرق ہو رہا ہے اس میں کمی آئے۔ وہ محکمے جن پر ہمیں کم خرچ کرنا چاہئے ہم اُن پر اپنا خرچ بڑھاتے جا رہے ہیں۔ مثلاً پولیس کا محکمہ، جیل خانہ جات کا محکمہ اور عدالتیں۔ ہر تہذیب یافتہ اور پڑھے لکھے معاشرے میں تعلیم اور صحت کی نسبت ان محکموں پر کم خرچ ہوتا ہے جبکہ یہاں پر ہم ہر سال زیادہ

سے زیادہ خرچ کر رہے ہیں۔ میری سفارش یہ ہے کہ پنچائیت سسٹم کو رائج کیا جائے۔ یہی (ن) لیگ کی حکومت جو آج موجود ہے انہی کے وقت میں پہلے "خدمت کمیٹی" کا سسٹم معرض وجود میں آیا تھا جہاں پر چھوٹے مقدمات کو نپٹا دیا جاتا تھا۔ پولیس اور جیل خانہ جات پر load کم ہو گیا تھا۔ قانون میں جن کی سزائیں پانچ سال یا سات سال ہیں وہ مقدمات پہلے پنچائیت کے پاس جائیں اور وہیں پر حل ہو جائیں۔ اس طرح پولیس کا load کم ہو گا، عدالتوں کا load کم ہو گا اور جیل خانہ جات کا load بھی کم ہو گا۔ جیل خانہ جات کے لئے اگر آپ deferred punishment کا سسٹم رائج کر دیں تو بہتر ہو گا۔ اب ہوتا کیا ہے کہ ایک آدمی دانستہ یا غیر دانستہ طور پر پہلی دفعہ ایک چھوٹا سا جرم کرتا ہے لیکن جب وہ جیل میں جاتا ہے تو وہاں سے وہ عادی مجرم اور پکا مجرم بن کر نکلتا ہے۔ ان کو بچانے کے لئے اور حکومت پر خرچہ کم کرنے کے لئے میں یہ سفارش کرتا ہوں کہ جیل خانہ جات میں deferred punishment کو ترجیح دی جائے تاکہ حکومت پر خرچے کا load کم ہو۔

جناب سپیکر! ساری دنیا کے اندر یہ priority ہے کہ preventive care پر خرچ زیادہ اور curative پر خرچ کم ہوتا ہے۔ جب آپ preventive care پر زیادہ خرچ کریں گے تو خواہ مخواہ curative پر خرچ کم ہو گا۔ ہمارے ہاں preventive پر خرچ نہ ہونے کے برابر ہے اس لئے ہمیں curative پر خرچ زیادہ کرنا پڑتا ہے۔ میری یہ سفارش ہے کہ اس بجٹ میں ایک دانستہ کوشش کی جائے کہ preventive care پر زیادہ پیسا مختص کیا جائے تاکہ لوگ بیمار ہونے سے پہلے ہی بیماری سے بچ سکیں۔ ہمارے ملک میں ایک وباء ہیپاٹائٹس پھیل رہی ہے جس کی طرف ہمارا خاطر خواہ دھیان نہیں ہے۔ یہ مرض جب شروع ہونے سے دس یا پندرہ سال بعد اپنا اثر دکھاتا ہے۔ کروڑوں کی تعداد میں وہ لوگ جو معاشرے کا ایک فعال حصہ ہونے چاہئیں وہ معاشرے پر اس بیماری کی وجہ سے ایک بوجھ بنتے جا رہے ہیں۔ وہ اپنے خاندانوں پر بوجھ ہیں، اپنے والدین اور بہن بھائیوں پر بوجھ ہیں کیونکہ یہ ایک ایسا موذی مرض ہے کہ جس کا خرچہ ایک عام آدمی اپنی جیب سے برداشت نہیں کر سکتا۔ war footing پر محکمہ صحت اور حکومت کو اس کی طرف توجہ دینا ہو گی۔ میں ایک حقیقت بیان کر رہا ہوں اور کسی کے کہنے سننے پر نہیں کر رہا ہوں۔ میرے اپنے حلقے میں تیس فیصد سے زیادہ لوگ اس مرض میں مبتلا ہیں جو اپنا علاج کرانے سے قاصر ہیں۔ اگر ہم نے اس تعداد پر توجہ نہ دی تو میرے خیال میں بہت جلد پوری قوم اس موذی مرض میں مبتلا ہو سکتی ہے، اللہ نہ کرے۔

جناب سپیکر! ہمارے ہاں یہ رواج ہے کہ حکومتیں نقد امداد دینے پر زیادہ یقین رکھتی ہیں۔ میری دانست میں جب آپ زکوٰۃ کی نقد رقم دیتے ہیں، بیت المال سے نقد رقم دیتے ہیں یا کسی بھی ذریعے سے مالی مدد دیتے ہیں تو آپ قوم کو بھکاری بنا رہے ہیں اور ان کو ہاتھ پھیلانے کا عادی کر رہے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ اس سے بچنے کے لئے پنجاب میں ایک poverty survey کیا جائے اور یہ identify کیا جائے کہ مستحق کون ہے؟ اگر ہم رعایت دیتے ہیں تو سب کو دیتے ہیں۔ مثلاً حکومت نے ہسپتالوں میں کار سٹینڈ پر فیس معاف کر دی جس سے لاکھوں روپے آمدن ہوتی تھی۔ جو شخص پندرہ بیس لاکھ روپے کی گاڑی رکھ سکتا ہے وہ پارکنگ فیس کیوں نہیں دے سکتا؟ گاڑی والے کو بھی معاف کر دیا اور سائیکل والے کو بھی معاف کر دیا گیا۔ جب دوائی مفت ملتی ہے تو وہ بھی سب کو ملتی ہے۔ اگر میں ہسپتال جاتا ہوں تو مجھے بھی مفت ملتی ہے اور مستحق کو بھی مفت ملتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ poverty survey کیا جائے، مستحقین کو کارڈ جاری کئے جائیں اور انہی کو مدد دی جائے۔ جو آدمی pay کر سکتا ہے اس سے وصول کیا جائے اس کو نہ چھوڑا جائے اس لئے ان مراعات کی درجہ بندی ہونی چاہئے۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین مہر اشتیاق احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

**جناب چیئرمین:** جی، رانا صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

**میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:** جناب چیئرمین! میری تجویز ہے کہ زکوٰۃ اور بیت المال سے نقد پیسے دینے کی بجائے اگر اُسی پیسے سے ہم انڈسٹری لگائیں اور اس انڈسٹری میں ان مستحقین کو جن کے کارڈ بن جاتے ہیں نوکریاں دیں اور اسی انڈسٹری کے شیئر ان کو دے دیں تاکہ وہی اس انڈسٹری کے مالک ہوں اور وہی اس انڈسٹری میں لیبر کا کام کریں تو میرا خیال ہے کہ ہم اس ملک کے اندر معیشت کو بھی بہتر کر سکیں گے، انڈسٹری کا پہیہ بھی چلے گا اور لوگوں کو روزگار بھی مل سکیں گے۔ یہ جو نقد پیسا دیتے ہیں اس کا رواج ختم ہونا چاہئے۔ اس کے ساتھ ہی ہمارے ہاں، ہمارے صوبہ میں دو چیزیں جو وباء کی صورت میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان میں beggar یعنی فقیر سڑکوں پر پھرتے ہیں اور دوسرا addicts، اگر ہم نے ان کو کنٹرول نہ کیا تو یہ ہمارے معاشرے کے لئے ناسور ثابت ہو رہے ہیں اور مزید ثابت ہوں گے اس لئے ضروری ہے کہ اگلے بجٹ کے اندر beggars homes بنانے کے اقدامات کئے جائیں اور ان beggars homes کے اندر ان کو psychologically treat کر کے معاشرے کا فعال حصہ بنایا جائے۔ اسی طرح addicts کا مسئلہ ہے، اب addicts کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ ہر چھوٹے جرائم میں ملوث ہیں، سٹریٹ کرائم کے اندر ملوث ہیں کیونکہ چوری کرنا، پیسے کمانا اور جا کر

ہیروئن کی پڑی خریدنا ان کی جسمانی ضرورت بن جاتی ہے۔ان کو پولیس بھی ہاتھ نہیں ڈال رہی کیونکہ پولیس کہتی ہے کہ ہمیں تو ان کو ہیروئن کی پڑی لا کر دینی پڑے گی، نہیں تو یہ مر جائیں گے اور ہمارے سر پڑیں گے اس لئے ضروری ہے کہ ہم addicts کے لئے سپیشل ہسپتال بنائیں جہاں پر ان کو treat کیا جائے اور معاشرہ کا ایک فعال حصہ بنایا جائے کیونکہ ہماری حکومت کا اس طرف دھیان نہیں ہے اور یہ ناسور بڑھتا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین! میری اگلی تجویز ہے کہ بجٹ کے اندر ہم لوگ A.D.P تو رکھتے ہیں کیونکہ اس سے حکومت اور معزز ممبران جو elect ہو کر آتے ہیں ان کے نمبرز بنتے ہیں۔ پچھلے دور میں بجٹ کے اندر C.C.B کے لئے 25 فیصد رقم مختص کی گئی تھی اور اس کو mandatory قرار دیا گیا تھا کہ وہ کہیں اور خرچ نہیں ہو سکتی تو کیا ایسا ہی قانون A.D.P Budget کے اندر maintenance کے لئے نہیں بن سکتی؟ کیونکہ پنجاب کی مثال ہے کہ "اگا دوڑ تے پچھا چوڑ" نئی سڑکیں تو ہم بناتے جا رہے ہیں لیکن پرانی سڑکوں کی کوئی دیکھ بھال نہیں کر رہا، سوائے لاہور کی مال روڈ کے جو کہ ہر دفعہ کارپٹ ہو جاتی ہے لیکن میرے گاؤں کو جانے والی سڑک پچھلے 30 سال سے اس پر blacktop بھی نہیں آ سکی اس لئے ضروری ہے کہ پچھلی چیزیں جن پر ہم نے A.D.P میں سے پیسا خرچ کیا ہے ان کی maintenance لازمی ہونی چاہئے اور 25 فیصد بجٹ جو O & M کے لئے رکھا جائے وہ کہیں اور ٹرانسفر نہ ہو سکے تب جا کر گلیوں اور سڑکوں کی مرمت ہو سکے گی۔

جناب چیئرمین! بہت ضروری چیز ہے کہ administrative اخراجات کم کئے جائیں۔ مجھے بتایئے کہ گورنر ہاؤس میں کون سا غریب آدمی آتا ہے، کون سائیکل یا رکشا پر آتا ہے؟ سب گاڑیوں پر آتے ہیں۔ گورنر ہاؤس لاہور سے دس کلو میٹر باہر چلا جائے تو کیا ہو گا؟ اگر اسٹیٹ گیسٹ ہاؤس دس کلو میٹر باہر چلا جائے تو کیا ہو گا، سول سروس اکیڈمی باہر چلی جائے تو کیا ہو گا، چیف منسٹر صاحب پانچ کی بجائے ایک آفس استعمال کریں تو کیا ہو گا؟ بچت ہو گی، administrative اخراجات کم ہوں گے اور ان جگہوں پر سرکاری دفتر بنائیں، سرکاری رہائشیں بنائیں جن کے لئے آپ اربوں روپے میں کوٹھیاں کرائے پر لے کر افسروں کو دیتے ہیں۔ آپ دفتر بناتے ہیں اور ایک باہر سے آنے والا آدمی گاڑی دوڑا رہا ہے کہ ایک سیکرٹری کو سیکرٹریٹ میں ملنا ہے، دوسرے سیکرٹری کو ملنا ہے تو وحدت کالونی چلے جائیں اور تیسرے سیکرٹری کو ملنا ہے تو شادمان کالونی چلے جائیں۔ اگر یہی دفاتر ان جگہوں پر آ جائیں جو میں نے

نشاندہی کی ہے تو میرا خیال ہے کہ ٹریفک کا flow بھی کم ہوگا،pollution بھی کم ہوگی اور administrativeاخراجات بھی کم ہوں گے۔

جناب چیئرمین!جی او آر کے اندر جو بڑی بڑی کوٹھیاں ہیں اگر ان کوٹھیوں کو ختم کر کے آپ فلیٹس سسٹم رائج کریں تو میرا خیال ہے کہ لاہور کے تمام سرکاری افسران وہاں پر accommodate ہو سکتے ہیں اور آپ جوان کو کروڑوں روپے کی شکل میں ہاؤس رینٹ دیتے ہیں تو وہ بچت کی صورت میں حکومت کسی تعمیری کام کے سلسلے میں استعمال کر سکتی ہے۔

جناب چیئرمین!جیسا کہ میں نے شروع میں ذکر کیا ہے کہ اگر ہم نے ترقی کرنی ہے،ہم نے آگے جانا ہے تو محکمہ تعلیم کا بجٹ آپ کو دگنا کرنا چاہئے اور محکمہ تعلیم میں ایمرجنسی نافذ کر کے اگلے تین سال کے لئے ہمیں ضروری اقدامات کرنے ہوں گے لیکن بدقسمتی سے میں نے یہ دیکھا ہے کہ محکمہ تعلیم کے اندر capacity نہیں ہے جو بجٹ ان کو already دیا جاتا ہے وہ خرچ کرنے کی بھی capacity نہیں ہے اس لئے ان کی capacity بڑھانے کی ضرورت ہے،بجائے اس کے کہ آپ کے جو دوسرے محکمے ہیں ان پر زیادہ بجٹ خرچ کریں۔اگر آپ نے اگلی نسل کو تہذیب یافتہ اور پڑھی لکھی بنانا ہے تو محکمہ تعلیم کے اندر آپ کو بجٹ کو دگنا یا تین گنا کرنا پڑے گا۔اس کے ساتھ آپ کو جہاں پر تعلیم ضروری ہے وہاں پر ایک صحت مند آدمی بھی ضروری ہے کیونکہ صحت مند آدمی سے صحت مند معاشرہ بنے گا۔اس کے بعد دوسری ترجیح بجٹ میں محکمہ صحت کو ملنی چاہئے نہ کہ کسی اور ڈیپارٹمنٹ یا اداروں کو،

جناب چیئرمین!شہروں کے اندر یوٹیلٹی سٹور کھلے ہوئے ہیں جو مقرر قیمت پر لوگوں کو اشیاء مہیا کرتے ہیں اور گاؤں کی 70 فیصد آبادی اس سہولت سے محروم ہے۔میری یہ سفارش ہے کہ پنجاب حکومت ہر یونین کونسل کی سطح پر ایک کوآپریٹو سٹور کھولے،یہاں پر ان کو ضروریات کی اشیاء مل سکیں،بشمول کھاد اور زرعی اجناس جو کہ زراعت کے لئے ضروری ہیں۔کیونکہ دیکھا گیا ہے کہ جب ان کی مارکیٹ میں مانگ بڑھتی ہے تو وہ مارکیٹ میں اس کو black کر کے مہنگے داموں بیچتے ہیں۔اگر کوآپریٹو سٹور پر سہولت مہیا ہوگی تو یہ کم از کم اوپن مارکیٹ کے ساتھ competition ہوگا اور بروقت اور ٹھیک قیمت پر چیزیں مل سکیں گی۔اس سے بڑی چیز یہ ہے کہ میں چاہوں گا کہ صوبہ پنجاب کو ایک ماڈل صوبہ بنانے کے لئے ہر سرکاری دفتر جو یونین کونسل کی حدود میں ہے وہ یونین کونسل کے دفتر کے اندر آنا چاہئے،چاہے وہ پٹواری کا دفتر ہے،چاہے وہ بجلی کا شکایت سیل کا دفتر ہے،چاہے سوئی گیس

کا دفتر ہے اور چاہے وہ زراعت کا دفتر ہے۔اس کے علاوہ ہم نے جو یونین کونسلوں کے اندر سیکرٹریز fill in the blank کئے ہوئے ہیں یہ زیادتی ہے اور یہ یونین کونسل کے سسٹم کو فیل کرنے کے مترادف ہے۔انڈیا میں چلے جائیں وہاں پر یونین کونسل level کے ادارہ کا سیکرٹری گریڈ 17 کا افسر ہوتا ہے کیونکہ ہر وہ دفتر جو اس کی باؤنڈری کے اندر ہوتا ہے تاکہ وہاں پر ایک ون ونڈو سروس کے ذریعے وہاں کی یونین کونسل کے رہائشی کو جو بھی مسئلہ درپیش ہو، وہاں پر اس کا مسئلہ حل ہو سکے بجائے اس کے وہ جگہ جگہ دفتروں کو ڈھونڈتا پھرے۔اس طرح اہلکاروں کی حاضری بھی ضروری ہو جاتی ہے اور good governance کے لئے بھی یہ قدم ضروری ہے کہ اگر ان یونین کونسلوں کو مضبوط کر کے تمام دفاتر بشمول کوآپریٹو سٹور وہاں پر بنا دیئے جائیں تو وہ اس علاقے کی تمام آبادی کی ضروریات کو پورا کر سکتا ہے۔

جناب چیئرمین! دوسری چیز جو good governance کے لئے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ہم ہر ضلع اور ہر تحصیل کی سطح پر تعین کر لیں کہ کتنی آبادی ہونی چاہئے اور اس آبادی کی حد سے ضلع یا تحصیل کی آبادی کو نہ بڑھنے دیا جائے۔آپ کراچی کا حال دیکھیں کہ وہ بے ہنگم طریقے سے right & left اور آگے پیچھے بڑھتا گیا اور اس کے مسائل بھی اسی طرح بڑھتے گئے۔اب مسائل اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ ان کا کوئی حل کسی کے پاس نہیں ہے۔کیا ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ ہمارے شہر بھی اتنے بڑے بڑے ہوتے جائیں ؟لاہور تقریباً اتنا پھیل چکا ہے کہ اس وقت کراچی جن حالات کا مقابلہ کر رہا ہے اور شاید لاہور کسی وقت ان کے برابر ہی پہنچ جائے اس لئے ضروری ہے کہ ضلعوں اور تحصیلوں کی درجہ بندی کی جائے، آبادی کی تعداد متعین کی جائے تاکہ اگر اس سے زیادہ کی ضرورت ہو تو ایک نیا شہر آباد کریں تاکہ لوگوں کے مسائل within control رہیں۔اسی طرح اب ہمارے صوبہ کے اندر کوئی بھی اصول وضع نہیں ہے کہ کس تحصیل کو ضلع بنانا ہے۔جہاں پر سیاسی پریشر آتا ہے چاہے وہ تحصیل اس چیز پر پورا اترتی ہے یا نہیں قانونی طور پر اس کو ضلع بنا دیا جاتا ہے جبکہ جہاں پر سیاسی پریشر نہ ہو، جیسے میری تحصیل جڑانوالہ ہے۔وہاں پر پندرہ لاکھ کی آبادی ہے اور پندرہ لاکھ کی آبادی کا مطلب یہ ہے کہ وہ پنجاب کے دس اضلاع میں اس کی آبادی زیادہ ہے لیکن اس کا درجہ تحصیل کی سطح تک ہے۔کیا وہاں کے پندرہ لاکھ لوگوں کا قصور یہ ہے کہ ان کا تعلق جڑانوالہ سے ہے، جبکہ دوسرے اضلاع جیسے ننکانہ صاحب، چنیوٹ، منڈی بہاؤالدین اور پاکپتن کی آبادی کتنی ہے ؟ میرے خیال میں دس لاکھ سے بھی کم ہے لیکن ان کو ضلع کا درجہ دے دیا گیا ہے کیونکہ لوگوں کو اس سے سہولیات میسر آتی ہیں۔میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اس کے متعلق کوئی قانون وضع ہے، کیا اس کے متعلق کوئی legislation ہوئی، کیا اس کے متعلق کوئی اصول

وضع ہے؟آئیے اس بجٹ میں ان اصولوں کا تعین کر دیں کہ جب کوئی تحصیل اتنی آبادی سے زیادہ ہو جائے گی تو اس کو ضلع کا درجہ دے دیا جائے گا اور اس کے نیچے نئی تحصیلیں بنادی جائیں گی۔

جناب والا! میں آخر میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے ہاں گنگا الٹی بہتی ہے۔ جہاں پر پہلے ہی مراعات ہیں وہاں پر مراعات دیتے جائیں جہاں پر نہیں ہیں تو آپ ان کا گلا گھونٹتے جائیں۔ دیہی علاقوں میں مراعات نہ ہونے کے برابر ہیں جبکہ شہروں کے اندر پہلے ہی مراعات موجود ہیں اور شہروں میں مزید investment کی جارہی ہے اس لئے دیہاتی علاقوں سے شہری علاقوں کی طرف migration ہو رہی ہے جو کہ ایک پیچیدہ مسئلہ بنتی جارہی ہے۔ شہر اسی لئے choke ہوتے جارہے ہیں، شہروں میں اسی لئے ٹریفک کا مسئلہ درپیش ہے، شہروں میں اسی لئے pollution problem ہوتا جارہا ہے، شہروں میں اسی لئے space کا problem پیدا ہو رہا ہے۔ آئیے یہ بجٹ ایک ایسا بجٹ بنائیں جس میں دیہی علاقوں کو مراعات زیادہ دیں اور شہری علاقے کی جو مراعات ہیں میں یہ بھی نہیں کہتا کہ آپ ان کو کاٹ دیں لیکن ان کو ایک جگہ پر لا کر جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ آبادی بڑھنے سے پہلے اس کو کنٹرول کریں۔ اس شہر کو وہاں پر cease کر دیں تاکہ لوگ اپنے اپنے rural areas کے اندر ٹھہریں اور وہ اسی وقت وہاں پر ٹھہریں گے جب ان کو وہاں پر مراعات حاصل ہوں گی۔ اسی کے ساتھ ہی میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اجازت چاہتا ہوں۔ بہت مہربانی

**جناب چیئرمین:** شکریہ۔ میاں محمد رفیق صاحب!

**میاں محمد رفیق:** جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ میرا نام کل پر رکھ لیا جائے۔

**جناب چیئرمین:** میاں محمد نوید انجم صاحب!

**جناب محمد نوید انجم:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میری کچھ تجاویز ہیں، میری یہ خواہش ہے کہ ان کو اگلے بجٹ میں شامل کیا جائے اور عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی جائے۔ سب سے پہلے میری ایجوکیشن سیکٹر میں کچھ تجاویز ہیں، وزیراعلیٰ صاحب نے پچھلے دو سالوں میں پنجاب کے لڑکیوں اور لڑکوں کے ہائی سکولوں میں آئی ٹی لیب provide کی ہیں جس کا بڑا اچھا impact آیا ہے۔ اس سے students کی ratio بہت زیادہ بڑھی ہے، parents کا سرکاری سکولوں پر اعتماد بڑھا ہے اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ فزکس، کیمسٹری اور بائیو کی labs بنانے کے لئے اس بجٹ کے اندر handsome amount رکھی جائے جیسے دو سال پہلے رکھی گئی تھی۔ پچھلے سال سیلاب کی وجہ سے یہ funds execute نہیں ہو سکے اس سال اسے بجٹ میں reflect کر دیا جائے تاکہ ہمارے بیٹے اور بیٹیاں

سائنس اور ٹیکنالوجی کو ساتھ لے کر چل سکیں۔فزکس کیمسٹری اور بائیو پر بہترین پریکٹیکل کر سکیں،اس کے علاوہ ان کے ٹیچر بھی پورے کئے جائیں۔ ٹیچروں کا سکولوں میں فقدان ہے اگر کہیں پر سائنس لیب ہے تو سائنس سبجیکٹ جیسے کیمسٹری،فزکس، بائیو اور حساب کے proper Teachers available نہیں ہیں۔ میری گزارش ہو گی کہ بجٹ کے اندر اس بات کو بھی یقینی بنایا جائے کہ جہاں پر ٹیچر نہیں ہیں وہاں پر فوری طور پر teachers کے لئے posts create کر کے انہیں بھرتی کیا جائے۔اگر پوسٹیں پہلے سے موجود ہیں تو ان کے ٹیچر فوری طور پر depute کئے جائیں تاکہ ہمارے بیٹوں اور بیٹیوں کو پڑھنے کے بہترین مواقع میسر آ سکیں اور وہ بہترین سائنس دان بن سکیں۔ میری ایک اور رائے بھی ہے کہ آرٹس پڑھنے پر ایک حد تک پابندی لگا دی جائے دس فیصد کے علاوہ باقی نوے فیصد لوگ سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم ہی حاصل کر سکیں۔اس کے لئے مواقع بھی provide کئے جائیں۔اسی طرح میری ایک تجویز ہے کہ اس بجٹ میں گیسولین ٹیکنالوجی کو پڑھانے کے لئے بھی بجٹ رکھا جائے۔ میرے وطن میں یہ کہیں نہیں پڑھائی جاتی پنجاب میں دو جگہ پر اور وہ بھی پرائیویٹ سیکٹر میں یہ ٹیکنالوجی استعمال کی گئی ہے۔ایک فیکٹری قصور کے قریب،دوسری فیکٹری کالا شاہ کاکو میں یہ ٹیکنالوجی استعمال کر رہی ہے اور انہی دنوں میں وہ یہ ٹیکنالوجی اپنے استعمال میں لائے ہیں۔ یہ کوئلے سے گیس بناتے ہیں، کوئلے سے ڈیزل نکالتے ہیں، کوئلے سے فرنس آئل نکالتے ہیں اس لئے میری گزارش ہو گی کہ اس ٹیکنالوجی کو پڑھانے کے لئے TEVTA کے بجٹ کے اندر رقم مختص کی جائے تاکہ ہمارے بیٹے اور بیٹیاں اس فیلڈ کے اندر سائنس اور ٹیکنالوجی میں آگے نکل سکیں۔ میرا وطن کوئلے سے اپنی ملکی ضروریات کو پورا کر سکے۔ ہمارا ڈیزل کی مد میں،پٹرول کی مد یا فرنس آئل کی مد میں جو کثیر زر مبادلہ دوسرے ممالک کو چلا جاتا ہے اسے بچایا جا سکے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ میری دوسری suggestion Health Sector کے لئے ہے۔لاہور میں جو بڑے ہسپتال ہیں وہ ایک ہی جگہ پر یا آٹھ سے دس کلومیٹر کے اندر موجود ہیں۔ جیسے میو ہسپتال، سروسز ہسپتال، پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، گنگا رام ہسپتال، جناح ہسپتال ہیں یہ سب دس سے بارہ کلومیٹر کی range میں پائے جاتے ہیں۔ان کے قریب قریب ہونے کی وجہ سے لاہور کی سڑکوں پر بھی بہت زیادہ رش ہے اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ ان کو لاہور کے مضافاتی ایریاز میں بنایا جائے۔آپ کے پاس زمین بھی موجود ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ نئے ہسپتال بنائے جائیں تاکہ لوگوں کو صحت کی سہولیات میسر آ سکیں۔اس کے علاوہ میری یہ بھی suggestion ہے کہ

ہمارے پہلے سے موجود جو ڈسپنسریاں ہیں جو دو کنال یا پانچ کنال سے زیادہ ہیں انہیں پانچ بیڈ یا دس بیڈ کے زچہ بچہ کے سنٹر میں convert کر دیا جائے اور وہاں پر ایم بی بی ایس زنانہ اور مردانہ ڈاکٹروں کو تعینات کیا جائے تاکہ delivery کے جو معاملات ہیں وہ لوکل سطح پر حل کئے جا سکیں۔ اس سے بھی ہمارے بڑے ہسپتالوں میں load کم ہو جائے گا اور اس کے علاوہ معاشیات کے اوپر بھی load کم ہو گا۔ یہ میری suggestions ہیں اور میری یہ خواہش ہے کہ ان کو اگلے بجٹ کے اندر reflect کیا جائے۔ دھرم پورہ کے اوپر آج سے پندرہ اٹھارہ سال پہلے انجینئرنگ یونیورسٹی کے طالب علموں نے دھرم پورہ کی نہر کے پانی سے بجلی پیدا کرنے کا پلانٹ لگایا تھا۔ میری گزارش ہے کہ پورے پنجاب کی تمام نہروں پر ان انجینئروں کو دوبارہ واپس لائیں اور اس پراجیکٹ کے لئے پیسے بھی مختص کریں جو نہر سے بجلی پیدا کریں۔ اس سے لوگوں کو بجلی کی قریب ترین سہولیات میسر ہوں گی اور اس کے علاوہ ہمارا بجلی کا جو shortfall ہے اس پر قابو پانے میں مدد مل سکے گی۔ اٹھارہویں ترمیم کے بعد اب صوبوں کو اختیار حاصل ہے کہ وہ بجلی اپنے sources سے پیدا کر سکتے ہیں۔ میری یہ بھی تجویز ہے کہ اس مد میں بھی خاطر خواہ بجٹ رکھا جائے۔ بڑی نہروں پر بڑے پن بجلی کے منصوبے شروع کئے جائیں اور چھوٹی نہروں پر چھوٹے منصوبے شروع کئے جائیں۔ کالا باغ ڈیم کے متعلق پورے ملک میں ایک confusion create ہے، اگر ہم اس ڈیم کو نہیں بنا سکتے اور قوم اس پر متفق نہیں ہے، جب تک متفق نہیں ہوتی تب تک میری خواہش ہے کہ کالا باغ ڈیم کے مقام پر water flow بہت زیادہ ہے اس لئے وہاں پر ٹربائین لگا دی جائیں تاکہ بجلی پیدا کی جا سکے اور بجلی کی ضروریات کو پورا کیا جا سکے۔ کالا باغ ڈیم کے مقام پر جو ریت ہے اس کے اندر 55 فیصد سے بھی زیادہ ore پائی جاتی ہے۔ ore سے سٹیل مل چلتی ہے۔ اس وقت ہماری سٹیل مل کی ore باہر سے امپورٹ کی جاتی ہے۔ میری suggestion ہے کہ اس ore کو بھی قابل عمل لانے کے لئے وہاں پر کوئی بڑا منصوبہ شروع کیا جائے تاکہ ہمارے اپنے ملک کے اندر پائی جانے والی ریت میں جو ore ہے اس سے ہم چادر بنا سکیں اور ہمارے ملک کی انڈسٹری بھی آگے پنپ سکے۔

جناب والا! میری یہ بھی suggestion ہے کہ موبائل ٹیکنالوجی نے ہمارے وطن میں بہت ترقی کی ہے۔ اس وقت تقریباً 200۔ارب کے قریب پیسا باہر جا رہا ہے۔ گورنمنٹ کی سطح پر ایسے آئی ٹی پارک بنائے جائیں جہاں پر موبائل اسمبل کئے جائیں۔ انہیں وہ ساری سہولتیں provide کی جائیں جس سے ہم مختلف اقسام کے موبائل بنا سکیں۔ اس وقت ہمارا جو 200۔ارب روپے وطن سے باہر جا رہا ہے ہم اس کو روک سکیں۔ اگر ہم اس کو بنائیں گے تو۔۔۔

جناب چیئرمین: اجلاس کا وقت دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب چیئرمین! اگر ہم اسے بنائیں گے تو اس پر بہت زیادہ خرچ نہیں آئے گا اگر دو، اڑھائی ارب روپے کی investment کر کے ایسی Pak Industry لگائی جائے جو موبائل manufacturing کے لئے کام کرے تو اس سے ہم اپنے وطن، اپنے لئے اور اپنی آنے والی نسلوں کے لئے کثیر زر مبادلہ بچا سکتے ہیں۔میری ایک اور تجویز ہے جیسے میرے بھائی نے بھی مجھ سے پہلے کہا کہ شہر بڑے بے ہنگم طریقے سے بڑھتے جا رہے ہیں، جس ڈیلر کا جہاں دل چاہتا ہے وہاں دس بیس ایکڑ زمین خرید کر ایک کالونی بنا دیتا ہے جب وہ ہاؤسنگ کالونی بناتا ہے تو اس کے سیوریج کا pressure پہلے existent سیوریج پر آتا ہے۔ان کی پانی کی ضروریات پوراکرنے کے لئے جب پہلے پانی سے پانی لیتے ہیں تو جو اس سے پہلے پانی لے رہے ہوتے ہیں ان کا بھی ختم ہو جاتا ہے لہذا میری تجویز ہے کہ شہری حدود کا تعین کیا جائے، پورے پنجاب کے اندر ہماری سبزی کی ضروریات پورا کرنے کے لئے زمینیں بڑی تیزی سے کم ہوتی جا رہی ہیں۔ہماری agro based economy ہے، اس لئے اسی بجٹ کے اندر اس بڑھتے ہوئے بے ہنگم شہروں کی حدود کا تعین کیا جائے تاکہ مزید ہاؤسنگ کالونیاں نہ بن سکیں اور لوگ پہلی existent کالونیوں میں رہائش کی ضروریات پوری کر سکیں۔ میری استدعا ہے کہ اس کے لئے قانون سازی بھی کی جائے اور بجٹ کے اندر بھی ان معاملات کو حل کرنے کے لئے پیسے رکھے جائیں۔

جناب سپیکر! میری آخری تجویز ہے کہ پنجاب کا بالعموم اور لاہور کا بالخصوص واٹر لیول نیچے سے بڑی تیزی سے گرتا جا رہا ہے جتنی بھی رپورٹیں آئی ہیں ان کا کہنا ہے کہ ہم جو زیر زمین میٹھا پانی نکال کر پیتے ہیں وہ ہر سال تین سے چار فٹ نیچے گرتا جا رہا ہے۔اس کے لئے کوئی بڑا منصوبہ شروع کیا جائے تاکہ ہمارا واٹر لیول گرنے سے روکا جا سکے۔ہمارے ڈکٹیٹر پنجاب کے دریا بیچ چکے ہیں، تین بیچ گئے ہیں اور دو پر انڈیا نے زبردستی قبضہ کر لیا ہے۔اگر ہم نے اس کا کوئی تدارک نہ کیا تو sewerage water کی mixing کی complaints تو پہلے ہی بہت زیادہ ہیں اور یہ میٹھا پانی بھی ہمیں نایاب ہو جائے گا اس لئے اس کے لئے فوری طور پر کوئی ایسی جھیلیں بنائی جائیں تاکہ ہمارا جو واٹر لیول نیچے گر رہا ہے اسے روکا جا سکے۔بہت شکریہ

جناب چیئرمین: اگلے مکرر جناب محمد محسن خان لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں تقریر سے پہلے اپنے بھائی نوید انجم صاحب کی تصحیح کر دوں کہ انڈیا کے ساتھ ہمارا جو Indus Water Treaty Water Accord ہے،

اس نے ہمارے لئے پانی کو بچایا ہے، اب being upper riparian وہ سارے دریا لے سکتے تھے اور ہم نے negotiate کر کے تین دریا لئے ہیں۔انڈیا کے ہی دیئے گئے پیسے کے ساتھ ہم نے تربیلا ڈیم، منگلا ڈیم اور لنک کینالز کا نیٹ ورک بنایا ہے جس کی وجہ سے ہمارا قابل استعمال پانی دگنا ہوا ہے۔پانی بہہ جایا کرتا تھا، یہ تربیلا اور منگلا ڈیم اسی Indus Water Treaty کے ہی حصے سے بنے ہیں اور یہ جو لنک کینالز بنی ہیں جو کہ پاکستان کے ساؤتھ پنجاب کے بہاولپور اور سارے علاقوں میں پانی لے کر جاتی ہیں جس میں چشمہ جہلم لنک کینال سب سے بڑی نہر ہے جو کہ بیس ہزار کیوسک لے کر جاتی ہے۔یہ اسی معاہدے کی صورت میں بنے ہیں۔

جناب چیئرمین!اب میں بجٹ کی طرف آتا ہوں، یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ بجٹ کتنی اہم چیز ہے اور ہم نے اس کے لئے اپنی financial منصوبہ بندی کیسے کرنی ہے۔بہت ساری باتیں ہو چکیں اور بہت ساری باتیں میرے دوست کریں گے لیکن ایک چیز جو میں نے پچھلے بجٹ کی تقریر میں بھی گزارش کی تھی وہ پھر دوبارہ آپ کے سامنے عرض کروں گا وہ ہے ہمارے صوبے کی growing debt crisis اس وقت ہمارے صوبے اور ہمارے ملک پر قرضوں کا بوجھ بڑھتا جا رہا ہے اور جب قرضے بڑھتے جاتے ہیں تو وہ اپنی ہی ایک life farm لے لیتے ہیں اور وہ اپنے آپ کو feed کرنے کے لئے آپ کو اور قرضے لینے پر مجبور کرتے رہتے ہیں اور ہم ایک never ending cycle کے اندر پھنس جاتے ہیں اور قرضوں پر قرضے لیتے جاتے ہیں کیونکہ ہم نے پرانے قرضوں کے سود اتارنے ہیں، ہم نے پرانے قرضوں کی قسطیں اتارنی ہیں اس لئے ہم مزید قرضے لیتے ہیں۔اگر مجھے صحیح نمبر یاد آ رہے ہیں تو پچھلے سال کی جو ہمارے بجٹ کی سٹیٹمنٹ تھی اس کے مطابق 492 بلین روپے کا پنجاب کا debt تھا اور اس کے بعد پہلی سہ ماہی کے اندر سٹیٹ بنک کا figures تھا کہ ہم نے 42 بلین روپے کا مزید overdraft لے لیا ہے۔مزید overdraft کا مطلب ہے کہ ہم نے اپنے debt کو بڑھا لیا ہے۔اس وقت اندازاً تقریباً 500،515۔ ارب روپے کا پنجاب پر debt ہے۔ہم نے پچھلے سال اپنی debt management کے لئے 52 بلین روپے رکھے تھے یہ میرے نمبر نہیں بلکہ پچھلے بجٹ کے document کے نمبر کہتے ہیں۔اگر ہم نے اس سال مزید قرضے لے لئے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ہمارا debt مزید بڑھ گیا ہے۔ہم سب کو یہ شوق ہوتا ہے، اس میں، میں بھی شامل ہوں اور کسی پر اعتراض کرنا مقصد نہیں ہے کہ میرے نام کی تختیاں لگی ہوئی ہوں کہ میں نے یہ والا منصوبہ بنا دیا ہے اور یہ والا بنا دیا ہے۔ہم نئے منصوبے بنانے کی دوڑ میں یہ بھول جاتے ہیں کہ ان منصوبوں کا خرچہ کہاں سے آئے گا، ہم

ان کے لئے پیسے کہاں سے لائیں گے ؟ اور کیا وہ wise financial decisions ہیں بھی ہیں کہ نہیں ؟ اور ان نئے منصوبوں کی دوڑ کے اندر ہمارا جو پرانا infrastructure ہے اس کی maintenance کو بھول جاتے ہیں اور ہم سب جو دیہات کے ممبران یہاں بیٹھے ہیں ہم سب کو پتا ہے کہ کس طرح ہماری farm to market roads اتنے عرصے کے اندر تباہ ہو گئی ہیں لیکن ان کی maintenance کے لئے ضلعی حکومتوں نے کچھ کیا اب تو ضلعی حکومتوں کے پاس اختیارات ہی کوئی نہیں ہیں اور نہ ہی ان کے لئے پنجاب کی طرف سے کچھ کیا گیا ہے۔ایک crude سی مثال دیتے ہیں کہ اگے دوڑ تے پچھے چوڑ، آگے بھاگتے جارہے ہیں، نئے نئے منصوبے اور بڑے بڑے high profile چیزوں پر جا رہے ہیں لیکن زندگی کی جو بنیادی ضروریات ہیں ان سے اس وقت صحیح انصاف نہیں کر رہے۔

جناب چیئر مین! میں اس بات میں بڑا formally believe کرتا ہوں کہ ہمارے ملک کی اکانومی ایک agriculture based economy ہے اور جب تک ہم agriculture کے لئے کچھ نہیں کریں گے تو ہمارے ملک کی اکانومی کہیں نہیں جائے گی۔یہ صرف ہماری بات نہیں ہے بلکہ فرانس جو کہ دنیا کا اتنا ترقی یافتہ ملک ہے اس کی بھی agriculture based economy ہے، ہالینڈ بھی اپنے پھولوں سے جتنے پیسے کما لیتا ہے ہم سوچ بھی نہیں سکتے، وہاں سے جمبو جیٹ بھرے ہوئے آتے ہیں اور ساری دنیا میں ان کے tulips لے کر جاتے ہیں۔ہم اپنے agriculture sector کو اہمیت نہیں دیتے وہ ہمارے لئے بہت نقصان دہ ہوتا ہے، agriculture sector کی بہتری کے لئے میری کچھ تجاویز ہیں کہ ہم کھاد بیج یہ چیزیں تو باہر سے منگواتے ہیں لیکن وہ چیزیں جو ہم یہاں پر خود پیدا کر سکتے ہیں پانی زراعت کی سب سے اہم ضرورت ہے اور آہستہ آہستہ پاکستان ایک water deficient ملک بنتا جارہا ہے۔ہمارے پاس جو محدود پانی ہے اس کا بہتر استعمال ہمارے لئے لازم ہے اور میں پچھلے کئی سالوں سے گزارش کر رہا ہوں اور اس پر تھوڑی تھوڑی رقمیں بھی رکھی جاتی ہیں کہ بہتر پانی کا استعمال ہو گا جب ہم اپنی canals کی lining کریں گے ، جب ہم اپنی زمینوں کی laser leveling کریں گے اور جب ہم modern irrigation کی جو techniques ہیں یعنی ہم drip irrigation اور sprinkler system کے ساتھ irrigation کریں گے ، جب ہم تھوڑے پانی کے ساتھ زیادہ رقبے کو سیراب کر سکیں گے تو ہمارے لئے یہ ایک بہت بڑا advantage ہو گا۔

جناب چیئر مین! ہمارے کاشتکار کو سب سے بڑا مسئلہ اپنی product کی مارکیٹنگ کا ہوتا ہے، اگر اس بجٹ کے اندر اپنی ترجیحات کے اندر یہ چیز شامل کر لیں کہ ہم منڈیوں کو promote کریں گے تاکہ farm سے منڈی تک کسان کا access آسان بنائیں۔ میں سب کو ایک مثال دیتا ہوں جو میرے سامنے ہوئی تھی بات تھوڑی سی لمبی ہو جائے گی میرے دادا گاؤں میں بیٹھے تھے وہاں ہمارا لیموں کا درخت تھا انہوں نے وہ اتروائے اور نوکر کو بلایا، نوکر نے ایک ریڑھی بھر لی اور اسے کہا کہ جاؤ منڈی میں بیچ آؤ۔ نوکر جب واپس آیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے یہ نہ بتاؤ کہ کتنے پیسوں کے بکے ہیں اب بازار جا کر انہی پیسوں سے لیموں لے کر آؤ۔ تو وہ لیموں جو گدھا گاڑی بھر کے گئے وہ منڈی کا چکر لگا کر واپس ایک لفافے میں آئے۔ منڈی میں کسان کی جو exploitation ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ منڈیوں کا access limited ہے۔

جناب چیئر مین: اجلاس کا وقت پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئر مین! منڈیوں کا limited access ہے، منڈیاں، ایگریکلچر، اجناس کی منڈیاں، commodities markets وہ ہمیں available کرنے کی ضرورت ہے۔ میری ایک اور گزارش ہو گی کہ ہماری ایک معزز ممبر کسان کو interest free facilities, credit facilities دینے کے لئے بہت کام کر رہی ہیں کیونکہ کسان بے چارہ زرعی ترقیاتی اور آڑھتی کے سود کے cycle کے اندر پھنسا ہوا ہے۔ ہمیں کسان کو اس سے نکالنا ہے۔ اس صوبے کی تقریباً 60/70 فیصد آبادی دیہات میں رہتی ہے اور جس کا ذریعہ معاش زمین کی پیداوار سے ہے۔ ہمیں ان کی زندگیاں آسان کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور ان کو جو بھی سہولتیں دے سکیں وہ ہمیں دینی چاہئیں۔ میں دیہی علاقے کا رہنے والا ہوں اور پچھلے کئی سالوں سے request کر رہا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ میجر عبدالرحمٰن رانا صاحب نے اس حوالے سے نشاندہی کی ہے اور میں بھی اسی کی نشاندہی کروں گا کہ اگر ہر یونین کونسل کے اندر ایک complex بنا دیا جائے جس میں یونین کونسل کا تھانہ، پٹوار خانہ، ہسپتال، بوائے ہائی سکول، گرلز ہائی سکول موجود ہو اور وہ سنٹر حکومت وقت کی نمائندگی کرے۔ لوگوں کو علم ہو کہ اگر ان کے حکومت پنجاب سے متعلق کوئی مسائل ہیں تو اس one window operation سے انہیں سہولت مل سکتی ہے۔ حکومت کا کام اپنے عوام کی زندگی کو آسان بنانا ہوتا ہے اور اسی کے لئے تمام حکومتیں کام کرتی ہیں۔ یہ سارا اتنا بڑا انظام اور بیوروکریسی کا setup عوام کو سہولتیں فراہم کرنے کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ ہم جو نئی سڑکیں، ہسپتال، سکول یا کالج بنا رہے ہیں یہ

صرف اسی ایک end goal کے لئے بنا رہے ہیں کہ لوگوں کی زندگی کو آسان کیا جائے اور ان کے لئے سہولتیں پیدا کی جائیں۔ دیہات کے سب لوگ تھانے، سکول، ہسپتال اور medical facility کے مناسب طور پر میسر نہ ہونے کی وجہ سے دربدر پھرتے رہتے ہیں تو ان کو سب سے زیادہ اپنی حکومت سے یہی شکایت ہوتی ہے کہ ان کو کوئی سہولت properly نہیں ملتی۔ جب ہمیں کوئی سہولت نہیں ملتی تو پھر ہمیں ٹیکس دینا بہت مشکل لگتا ہے کہ میں کس بات کا ٹیکس دوں، اس کے بدلے میں مجھے مل کیا رہا ہے؟ اگر حکومت انہیں سہولتیں دے گی تو ان سے ٹیکس لینا بھی آسان ہو گا۔ بجٹ کے اندر دو چیزیں ہوتی ہیں۔ آمدنی کہاں سے ہو گی اور خرچ کہاں پر کیا جائے گا؟ ہمیں اپنی آمدنی کے وسائل بڑھانے کے بارے میں بھی سوچنا چاہئے۔ اخراجات کے بارے میں تو ہم سب بھائی اور بہنیں یہاں پر بیٹھ کر بار بار یہ کہتے ہیں کہ میرے حلقے میں یہ سکول، کالج یا سڑک بنا دو لیکن ہمیں اس چیز پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم وہ آمدنی کہاں سے لائیں گے، وہ آمدنی کہاں سے ہو گی جس کو ہم خرچ کریں گے؟ اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے بڑے شہر بجٹ کا اکثر حصہ لے جاتے ہیں تو ہمیں local big city کی بنیاد پر taxation کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ خرچ یہاں بڑے شہروں پر ہو رہا ہے۔ میں اگر لاہور میں رہ رہا ہوں اور لاہور کی سہولتوں سے فائدہ اٹھا رہا ہوں تو مجھے لاہور کی سہولتوں کا فائدہ اٹھانے کے عوض اضافی ٹیکس بھی دینا چاہئے۔ اگر میں راجن پور کے کسی چھوٹے سے گاؤں میں بیٹھا ہوا ہوں اور مجھے وہ سہولتیں نہیں مل رہیں جو کہ لاہور میں رہنے والے لوگوں کو مل رہی ہیں تو پھر میرے لئے ٹیکس دینا مشکل ہو گا اور میں tax evasion کی طرف جاؤں گا اور ٹیکس نہیں دوں گا۔ اس لئے سہولتوں کے ساتھ ساتھ ان کے لئے taxation بھی ہونی چاہئے۔ اگر ہم نے لاہور کے اندر رنگ روڈ کو finance کرنا ہے تو ہمارے لاہور کے بھائی اور بہنیں جو اس سے daily basis پر مستفید ہوں گے وہ اس کے لئے funds بھی generate کریں۔ ہمارے لوگوں کے دل بہت بڑے ہیں۔ ہمارے پاس سیالکوٹ کا ایئرپورٹ بہت بڑی مثال ہے، اسے وہاں کے لوگوں نے مل کر بنایا ہے۔ نشتر میڈیکل کالج اور ہسپتال ملتان کے لوگوں نے حکومت کے ساتھ contribute کر کے بنایا ہے۔ شوکت خانم ہسپتال ایک بہت بڑا ادارہ ہے جو کہ ہم لوگوں نے مل کر بنایا ہے۔ اگر credibility ہو گی تو ہمارے لوگ ٹیکس دینے کے لئے تیار ہیں۔ ہمارے لوگ ٹیکس دیں گے اور اپنے اس ملک، صوبے اور شہر کو سنواریں گے۔ صرف ان کو یہ confidence دینے کی ضرورت ہے کہ یہ رقم تمھاری بہتری کے لئے اکٹھی کی جا رہی ہے اور تمھیں اس کے بدلے میں سہولتیں ملیں گی۔ بہت شکریہ

**الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** جناب چیئرمین! میں ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔

**جناب چیئرمین:** جی، فرمائیں!

**الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ پچھلے دنوں پبلک سروس کمیشن نے اسلامیات کے لیکچرار بھرتی کرنے کے لئے اشتہار دیا۔اس کے بعد ان امیدواروں کا تحریری امتحان ہوا۔اس امتحان میں غیر مسلم امیدواروں کو بھی کامیاب قرار دیا گیا ہے اور ان کے ناموں کے آگے non-Muslim لکھا بھی گیا ہے تو جو آدمی اسلامیات کو جانتا نہیں ہے وہ کس طریقے سے قرآن و حدیث پڑھائے گا؟ یہ مسلم امیدواروں کے ساتھ زیادتی ہے۔ میں نے اس سلسلے میں پچھلے اجلاس میں ایک تحریک التوائے کار جمع کرائی لیکن وہ lapse ہو گئی تھی۔ چونکہ ابھی ان لیکچرار کی بھرتی ہونی ہے لہذا ان امیدواروں کا مطالبہ ہے کہ ہمارے حقوق ہمیں دلوائے جائیں۔ میری درخواست ہے کہ میری اس تحریک التوائے کار کو out of turn take up کرنے کی اجازت دی جائے۔

**جناب چیئرمین:** آپ اپنی وہ تحریک التوائے کار دوبارہ لے آئیں۔

**الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** جناب چیئرمین! میں نے وہ تحریک التوائے کار کل دوبارہ جمع کرا دی ہے۔ آپ اس کو out of turn take up کرنے کے احکامات صادر فرمادیں۔

**جناب چیئرمین:** چلیں، اس کو کل دیکھ لیں گے۔

**رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان:** جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب چیئرمین:** جی، فرمائیں!

**رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان:** جناب چیئرمین! میں ایک گزارش کرنی چاہتا ہوں۔ میرا تعلق ضلع سرگودھا سے ہے اور میرا حلقہ ضلع سرگودھا کی تحصیل سلانوالی ہے۔ میرے حلقے میں دو چیزیں بڑی اہم ہیں۔ ایک تو وہاں پر Mines and Minerals کی پہاڑیاں ہیں جس سے crushing materials پورے پنجاب میں supply کیا جاتا ہے۔ اس سے پورے پنجاب میں تعمیراتی کام ہوتا ہے، عمارتیں اور سڑکیں بنتی ہیں۔ سال 2001 سے 2005 تک جب میں سلانوالی کا تحصیل ناظم تھا تو میں نے اس وقت Mines and Minerals کے سیکرٹری اور ڈی جی سے مل کر ان کو یہ تجویز دی تھی کہ آپ یہاں پر سڑکیں، ہسپتال، ٹراما سنٹر اور مزدوروں کے بچوں کے لئے کالج بنائیں تو انہوں نے اس وقت اس علاقے میں بڑی اچھی سڑکیں بنوائیں۔ اس وقت ان سڑکوں کی مرمت ہونی والی ہے۔ میں

کئی دفعہ چیئرمین P&D، چیف سیکرٹری، اور Secretary Mines and Minerals سے مل چکا ہوں کہ آپ نے ان سڑکوں پر کروڑوں روپے خرچ کئے ہیں تو اب تھوڑے سے پیسے لگا کر ان کی مرمت ہو سکتی ہے لیکن تاحال اس طرف توجہ نہیں دی گئی۔ میں آپ اور اس ایوان کی وساطت سے حکومت پنجاب، محکمہ P&D اور محکمہ Mines and Minerals تک یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ لاکھوں روپے لگا کر کروڑوں روپے سے بننے والی ان سڑکوں کو بچایا جا سکتا ہے۔ یہ سڑکیں Mines and Minerals کے funds سے بنائی گئی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ سلانوالی میں جو handicraft کا کام ہو رہا ہے وہ پوری دنیا میں جا رہا ہے لیکن اس کو privilege دینے کے لئے حکومت پنجاب کوئی توجہ نہیں دے رہی تو اس لئے میری گزارش ہے کہ handicraft کو promote کرنے اور اس کو privilege دینے کے لئے حکومت پنجاب خصوصی اقدامات اٹھائے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: جی، ٹھیک ہے۔ اب آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ یکم مارچ 2012 صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔